1/87

تذکرہ

صبحِ گلشن

تالیف

سید علی حسن خاں

(تلخیص و ترجمہ)

عطا کاکوی

تذکرہ
صبحِ گلشن

مؤلفہ

سید علی حسن خاں

(تلخیص و ترجمہ)

مرتبہ

شاہ عطاء الرحمٰن عطا کاکوی

رئیس ادارہ تحقیقات عربی و فارسی پٹنہ

سنہ ۱۹۶۸ء
۱۳۸۷ھ

تاریخ اشاعت: جنوری ۱۹۶۸ء

ناشر: عظیم الشان بک ڈپو
سلطان گنج پٹنہ ۶

تعداد اشاعت: ۱۰۰۰ (بار اول)

قیمت فی جلد: ۱ روپیہ ۵۰ پیسے

کاتب :- محمد شریف دانا پوری

مطبع :- دی آرٹ پریس سلطان گنج پٹنہ ۶

عرضِ مرتب

اردو شاعری کی تاریخ مرتب کرنے کے لئے شعرائے اردو کے تذکرے جس قدر اہم ہیں اس سے کم اہمیت ان فارسی شعرا کے تذکروں کی نہیں جن میں ایسے بہتیرے شعرا ہیں جو ذو لسانین تھے یعنی اردو اور فارسی دونوں میں دادِ سخن دیتے تھے۔ اگر ان کی ورق گردانی نہ کی جائے تو بہت سی معلومات تک رسائی نہیں ہو سکتی۔ اردو تذکروں میں میرؔ کے نکات الشعرا کو اب تک اولیت کا شرف حاصل ہے جو سنہ ۱۷۶۴-۶۵ء میں مرتب ہوا۔ اسی زمانہ میں اس سے کچھ قبل ان کے ماموں سراج الدین علی خاں آرزو کا ضخیم تذکرہ شعرائے فارسی "مجمع النفائس" مرتب ہوا۔ اس میں بہتیرے ایسے شعرا کے تراجم ہیں جو اردو میں بھی دادِ سخن دیتے تھے۔ اسی طرح غلام علی آزاد کے تینوں تذکرے، یدِ بیضا، سروِ آزاد اور خزانۂ عامرہ بھی اردو شعرا کے حالات جاننے کے لئے ازبس ضروری ہیں۔ بعد کے تذکرے مثلاً نشترِ عشق مؤلفہ آغا حسین قلی خاں عظیم آبادی، بھوپال کے چار تذکرے، شمعِ انجمن، نگارستانِ سخن، صبحِ گلشن اور روزِ روشن اور نتائج الافکار مؤلفہ قدرت اللہ وغیرہ بھی اردو شعرا کے حالات سے باخبر ہونے کے لئے

ضروری ہیں۔ اسی ضرورت کو مدنظر رکھتے ہوئے خیال ہوا کہ فارسی شعرا کے تذکروں سے اردو دنیا کو روشناس کرایا جائے۔ اسی سلسلہ کی پہلی کڑی صبح گلشن پیش خدمت ہے۔

یہ تذکرہ فارسی شعرا کے تراجم پر مشتمل ہے اور اس میں تخمیناً دو ہزار سے کم شعرا کے تراجم ہیں۔ اس میں تلاش و جستجو کے بعد ۱۲۲ ایسے شعرا نظر آئے جنکا تعلق اردو شاعری سے بھی تھا اس لئے ان کے تراجم اردو زبان میں منتقل کر کے ناظرین کی خدمت میں پیش کئے جا رہے ہیں۔ اشعار چونکہ فارسی کے تھے اس لئے ان کو نظر انداز کر دیا گیا۔ مولف نے جہاں بیجا عبارت آرائی کے جوہر دکھائے تھے ان کو بھی غیر ضروری سمجھکر قلم انداز کر دیا گیا۔

یہ تذکرہ ۱۲۹۴ھ میں مرتب ہوا اور ۱۲۹۵ھ میں بھوپال سے شائع ہوا۔ مولف کا نام سرورق پر سید علی حسن خاں ولد نواب صدیق حسن خاں پایا جاتا ہے۔ حیرت کی بات ہے کہ جس وقت یہ تذکرہ لکھا جانے لگا صاحبزادے کی عمر صرف گیارہ سال، چھ ماہ اور ستائیس دن کی تھی جیسا کہ خود مولف نے اطلاع دی ہے مولوی محمد یوسف صاحب ان کے رہنما تھے۔ میرا یہ قیاس یقین تک پہنچتا ہے کہ اسکے اصل مولف یوسف صاحب مذکور ہی ہیں اور علی حسن خاں صرف "برائے نام" ہیں۔

اس تذکرہ کی تالیف سے دو ایک سال پہلے غیر سے ان کے برادر مکرم نور الحسن خاں نے بھی ایک تذکرہ بنام نگارستان سخن مرتب کیا۔ جو ان کے والد ماجد صدیق حسن خاں کے تذکرہ شمع انجمن کا تتمہ ہے اس کا بھی یہی حال ہے کہ مولف نور الحسن خاں بہت کم سن تھے جب یہ تذکرہ مرتب ہوا۔ وہ بھی اس تذکرہ کے حقیقی مولف نہیں کہے جا سکتے۔ بدگمانی گنہگار کرتی ہے، میرا تو یہ خیال ہے کہ نواب صدیق حسن خاں کے نام سے بھی جو تذکرہ شمع انجمن شائع ہوا ہے، وہ بھی اسکے حقیقی مولف نہیں کہے جا سکتے۔ ان کو عربی اور فارسی کے فقہی، علمی اور دیگر کتابوں کی تصنیف سے، جو

تعداد میں ممکن ہے کہ ستو تک پہنچیں اتنی فرصت کہاں ہوگی جو تذکرہ شعرا مرتب کر سکیں۔ حقیقت یہ ہے کہ قاضی محمد صادق خاں اختر کا ایک ضخیم تذکرہ بنام آفتاب عالمتاب، ۱۲۶۹ھ میں تیس سال کی مدت میں مرتب ہوا تھا جس میں ۴۲۶۴ فارسی گویوں کا تذکرہ تھا۔ بھوپال میں اسکا وجود پایا جاتا تھا مگر اب وہ ناپید ہے۔ اس کو بعض لوگوں نے غلطی سے واجد علی شاہ اختر سے بھی منسوب کیا ہے تینوں تذکرے جو باپ بیٹوں کے نام سے شائع ہوئے ان میں اس تذکرہ کا ذکر جا بجا موجود ہے یہی نہیں بلکہ ان تینوں تذکروں کے بعد اس کا ایک تتمہ "روز روشن"، محمد مظفر حسین صبا گوپامئو کے نام سے شائع ہوا۔ یہ حضرت مولوی یوسف علی کے صاحبزادے تھے۔ یوسف علی صاحب بھوپال ہی تھے۔ گمان بہ یقین ہے کہ ان چاروں تذکروں میں مولوی یوسف علی کار فرما ہیں اور چار مختلف لوگوں کے نام سے یہ تذکرے اشاعت پذیر ہوئے۔ گویا آفتاب عالمتاب کی جلوہ ریزیاں ان چاروں ذروں پر نمایاں ہیں۔ بیچارے اختر زبان حال سے کہہ رہے ہونگے کہ ؎

اڑائے کچھ ورق لالے نے کچھ نرگس نے کچھ گل نے
چمن میں ہر طرف بکھری ہوئی ہے داستاں میری

قصہ مختصر صبح گلشن سے ۱۲۲ شعرا کے تراجم کا خلاصہ اردو زبان میں پیش کیا جا رہا ہے۔ اگر میری یہ سعی مشکور ہوئی تو اور دیگر فارسی تذکروں کی بھی تلخیص پیش کی جائے گی۔

عطا کاکوی

رئیس ادارہ تحقیقات عربی و فارسی
پٹنہ ۶

عطا منزل
پٹنہ ۶
۲۶ جنوری ۱۹۶۸ء
۲۵ شوال ۱۳۸۷ھ

دیباچۂ مؤلف

(تلخیص و ترجمہ)

بعد حمد و نعت میرے والد ماجد (نواب صدیق حسن خاں) نے کچھ قبل شعرائے فارسی کا ایک تذکرہ بنام "شمع انجمن" مرتب کیا لیکن اس میں بہت سے شعرا کے تراجم داخل نہ ہو سکے اور جو محروم تذکرہ رہے وہ سب زبانِ حال سے شاکی نظر آئے اس لئے میرے برادر معظم (نورالحسن خاں) نے اس تذکرہ کا ایک تتمہ بنام "نگارستانِ سخن" مرتب کیا لیکن اس پر بھی بہت سے شعرا اس تذکرہ میں باریاب نہ ہو سکے۔ اس کمی کو پورا کرنے کے لئے میں نے اس کا ایک مزید تتمہ بنام "صبح گلشن" مرتب کرنا چاہا۔ اس میں نئے اور پرانے ایسے شعرا جو متذکرہ بالا تذکروں سے غیر حاضر تھے یا چند ایسے شعرا بھی جنکے مزید حالات اور کلام دستیاب ہوئے داخل کئے گئے۔ میری عمر کا ابھی بارہواں سال ہے اپنی کم سنی اور بے بضاعتی کے باعث ایک رہنما کی ضرورت تھی۔ مولوی سید محمد یوسف علی صاحب کا ریردانہ آستانۂ علیہ ولی عہد ریاست (بھوپال) کو اپنا ہادی بنایا۔ اور ان کی مدد سے اس تذکرہ کو مرتب کیا۔ تذکرۂ "آفتاب عالمتاب"

مؤلفہ قاضی محمد صادق خاں اختر اور "نشتر عشق" مؤلفہ حسین قلی خاں عاشقی

اور نیز دیگر مختلف رسائل جو مولوی صاحب موصوف کے پاس تھے ان سب سے مدد لے کر یہ تذکرہ مرتب ہوا۔ میکشانِ سخن اس سے قبل دو جام سے سرشار ہو چکے ہیں اب یہ تیسرا جام ان کے سامنے گردش میں آرہا ہے۔ ان تینوں تذکروں میں اگر پہلا تذکرہ آگ ہے تو دوسرا اور تیسرا علی الترتیب ایندھن اور ہوا کا حکم رکھتا ہے۔ یا پہلا تذکرہ اگر نشتر ہے تو ان دونوں کو علی الترتیب زخم اور نمک سمجھئے

خدایا جب تک نمک کے لئے زخم اور زخم کے لئے نشتر درکار ہے "شمع" نگار سے اور "نگار" شمع سے ہمکنار رہے۔

تاریخ

کتاب نو طراز صبح گلشن
زہی خوش نگار تازہ مرقوم
بدل اندیشہ تاریخ پیچید
زہا تف یافتم "گلزار منظوم"
۱۲۹۴ھ

فہرست

اسمائے شعراء

شمارہ	تخلص	نام	صفحہ
		(الف)	
۱	آزاد	شیخ امیر الدین	۱۷
۲	آصف	آصف الدولہ وزیر الممالک	۱۷
۳	آفتاب	ابو المظفر شاہ عالم بادشاہ	۱۷
۴	احسن	محمد احسن بلگرامی	۱۸
۵	احسن	سید احسن اللہ دہلوی	۱۹
۶	اختر	واجد علی شاہ اودھ	۱۹
۷	اشتیاق	شاہ ولی اللہ	۲۰
۸	اشک	ہادی علی لکھنوی	۲۰
۹	اظہر	میر غلام علی دہلوی	۲۱
۱۰	افضل	افضل پانی پتی	۲۱
۱۱	الفت	لالہ اوجاگر چند	۲۱
۱۲	الفتی	راجہ پیارے لال	۲۱
۱۳	انجام	عمدۃ الملک امیر خاں	۲۱
۱۴	اندرمن	(پسر کنول رام)	۲۲
۱۵	انند	انند کنپلی	۲۳

شمارہ	تخلص	نام	صفحہ
۱۶	انصاف	مرزا علی نقی خاں	۲۳
۱۷	امامی	خواجہ امام الدین	۲۴
		ب	
۱۸	بسمل	منشی امیر حسن خاں	۲۴
۱۹	بہار	ٹیک چند	۲۴
۲۰	بیاں	خواجہ احسن اللہ	۲۴
		ت	
۲۱	تجرد	سید عبداللہ لاہوری	۲۵
۲۲	تحسین	میر عطا حسین مرصع رقم	۲۵
۲۳	تفتہ	منشی ہرگوپال دہلوی	۲۵
۲۴	تمنا	خواجہ محمد علی عظیم آبادی	۲۵
		ث	
۲۵	ثاقب	قاضی نجم الدین خاں کاکوروی	۲۵
۲۶	ثاقب	شیو بردھان جی	۲۶
		ح	
۲۷	حالی	خواجہ الطاف حسین پانی پتی	۲۷
۲۸	حسرتی	نواب مصطفیٰ خاں شیفتہ	۲۷
۲۹	حشمت	میر محتشم علی خاں	۲۹

شمارہ	تخلص	نام	صفحہ
		خ	
۳۰	خادم	حافظ خادم علی۔	۲۹
۳۱	خاموش	رائے صاحب۔	۲۹
۳۲	خاندوراں	امیرالامرا صمصام الدولہ	۲۹
۳۳	خیالی	منشی خیالی رام لکھنوی	۳۰
		د	
۳۴	دبیر	مرزا سلامت علی لکھنوی	۳۰
۳۵	دلبیر	محمد دلیر	۳۰
		ذ	
۳۶	ذرہ	مہرچند کھتری	۳۱
۳۷	ذوق	محمد محی الدین خاں	۳۱
		ر	
۳۸	رحمتی	کنور سکھراج بہادر عظیم آبادی	۳۱
۳۹	رسا	محمد تقی چغتائی	۳۱
۴۰	رضا	محمد محسن	۳۲
۴۱	رضا	میر محمد رضا (میر محمدی)	۳۲
۴۲	رونق	منشی رام سہائے	۳۲
		ز	
۴۳	زار	منشی منیڈولال	۳۳

شمارہ	تخلص	نام	صفحہ
۴۴	زخمی	مہاراجہ رتن سنگھ	۳۳
۴۵	زکی	ملک الشعراء اودھ	۳۴
		س	
۴۶	سامان	میر محمد ناصر، جونپوری	۳۴
۴۷	سحر	شیخ عبدالمجید کاکوروی	۳۵
۴۸	سراج	سید سراج الدین اورنگ آبادی	۳۵
۴۹	سرشار	ہیرالال (سیام سندر)	۳۵
۵۰	سعید	قاضی محمد سعید الدین خاں	۳۵
۵۱	سلیم	علی حسن خاں (مؤلف تذکرہ ہذا)	۳۶
۵۲	سید	میر بہادر علی فرخ آبادی	۳۷
		ش	
۵۳	شاہجہاں	نواب شاہجہاں بیگم صاحبہ بھوپال	۳۷
۵۴	شوق	شیخ الٰہی بخش اکبر آبادی	۳۸
۵۵	شوق	محمد انعام الدین خاں	۳۸
۵۶	شوق	منشی دولت رائے لکھنوی	۳۸
۵۷	شہرت	نواب افتخار الدین علی خاں لکھنوی	۳۹
۵۸	شہیر	خان محمد خاں رام پوری	۳۹
		ص	
۵۹	صاحبرام	...... کایتھ لکھنوی	۴۰

شمارہ	تخلص	نام	صفحہ
۶۰	صبا	محمد صابر حسین سہسوانی	۴۱
۶۱	صوفی	منشی امتیاز علی کاکوروی	۴۱
		ض	
۶۲	ضمیر	کنور بہرالال عظیم آبادی	۴۱
		ظ	
۶۳	ظل اللہ	محمد قلی قطب شاہ دکنی	۴۲
		ع	
۶۴	عاشق	حسین قلی خاں عظیم آبادی	۴۲
۶۵	عاصی	راشے نوتارام لکھنوی	۴۳
۶۶	عزیز	عبدالعزیز (تفضل حسین) امیٹھوی	۴۳
۶۷	عطا	عطا حسین بریلوی	۴۴
۶۸	عظیم	فضل عظیم خیرآبادی	۴۴
۶۹	عیشی	طالب علی خاں لکھنوی	۴۵
		ف	
۷۰	فریاد	سید شاہ الفت حسین فریاد عظیم آبادی	۴۵
۷۱	فغاں	اشرف علی خاں فغاں (کوکہ)	۴۶

شمارہ	تخلص	نام	صفحہ
۷۲	فلک	شیخ فرید علی کاکوروی	۴۷
		ق	
۷۳	قمر	منشی حسن یاور کاکوروی	۴۷
		ک	
۷۴	کرم	منشی غلام ضامن (کوتانہ)	۴۷
۷۵	کلیم	نورالحسن خاں (برادر مؤلف تذکرہ)	۴۷
		گ	
۷۶	گلشن	راجہ جیا لال لکھنوی	۴۸
۷۷	گنا بیگم	(دختر علی قلی خاں والہ)	۴۹
۷۸	گویا	فقیر محمد خاں ملیح آبادی	۴۹
		م	
۷۹	مجرم	شیخ غلام حسین عظیم آبادی	۴۹
۸۰	مجروح	شیخ غلام سعد (جاجمو)	۵۰
۸۱	محبت	• نواب محبت خاں ۔ مراد آباد، بریلوی	۵۰
۸۲	محوی	ارشاد احمد (میکش)	۵۰

شمارہ	تخلص	نام	صفحہ
۸۳	مسکیں	شیخ عبدالواحد اکبرآبادی	۵۱
۸۴	مصاحب	پنڈت مصاحب رام	۵۱
۸۵	معین	معین الدین خاں	۵۱
۸۶	مقصود	مقصود عالم (پہسانی)	۵۲
۸۷	ملول	شیخ شرف الدین (شاہ ملول)	۵۲
۸۸	ممنوں	میر نظام الدین دہلوی	۵۲
۸۹	منشا	میرزا احمد (داماد انشا)	۵۲
۹۰	منشی	غلام علی	۵۳
۹۱	منعم	نورالحق	۵۳
۹۲	منعم	..... مرادآبادی	۵۳
۹۳	موجی	لالہ موجی رام لکھنوی	۵۴
۹۴	موزوں	راجہ رام نرائن ـ عظیم آبادی	۵۴
۹۵	مہدوی	نواب سید مہدی علی خاں عظیم آبادی	۵۵
		(ن)	
۹۶	نادم	.... کایتھ لکھنوی	۵۶
۹۷	ناسخ	شیخ امام بخش لکھنوی	۵۶
۹۸	نجف	شیخ عبدالکریم لکھنوی (نجیف ؟)	۵۶
۹۹	نجف	نجف علی خاں	۵۷

شمارہ	تخلص	نام	صفحہ
۱۰۰	نسیم	اصغر علی خاں دہلوی	۵۷
۱۰۱	نصیر	نصیر الدین دہلوی	۵۷
۱۰۲	نوا	ظہور اللہ خاں ۔ بدایونی	۵۸
۱۰۳	نواب	نواب صدیق حسن خاں	۵۸
۱۰۴	نواب	میر نواب مرشد آبادی	۶۰
۱۰۵	نوازش	مرزا نوازش حسین خاں لکھنوی	۶۰
۱۰۶	نیّر	نواب ضیاء الدین خاں دہلوی	۶۰

و

شمارہ	تخلص	نام	صفحہ
۱۰۷	وارث	شیخ محمد وارث الہ آبادی	۶۰
۱۰۸	واثق	محمد عبد الغفور کاکوروی	۶۱
۱۰۹	واقف	مرزا حاتم بیگ دہلوی	۶۱
۱۱۰	وحشتی	شاہ بخشش حسین عظیم آبادی	۶۲
۱۱۱	وزیر	شیخ وزیر علی بلگرامی	۶۲
۱۱۲	وزیر	وزیر النسا دہلوی	۶۲
۱۱۳	وصی	وصی احمد پھلواروی	۶۲
۱۱۴	وقار	رائے کنور کشن کمار	۶۲
۱۱۵	ولا	مظہر علی خاں	۶۳
۱۱۶	وہم	میر محمد علی دہلوی ثم لکھنوی	۶۳

شمارہ	تخلص	نام	صفحہ
		ھ	
۱۱۷	ہادی	میر محمد ہاد دہلوی	٦٣
۱۱۸	ہاشمی	(میر ہاشم علی)	٦٣
۱۱۹	ہندو	گوکل چند	٦٤
		ی	
۱۲۰	یار	نواب منورالدولہ احمد یار خاں اورنگ آبادی	٦٤
۱۲۱	یحییٰ	سید محمد یحییٰ ابو العلائی عظیم آبادی	٦٤
۱۲۲	یکساں	کیسری سنگھ دہلوی	٦٤

۱۔ آزاد — شیخ امیر الدین، بریلی کے موزوں طبعوں میں تھے اور فرخ آباد میں شیخ عظمت علی بے خبر کی رفاقت میں اوقات بسر کرتے تھے۔

۲۔ آصف — نواب آصف الدولہ محمد یحییٰ علی خاں بہادر ہزبر جنگ۔ ہند کے وزیر الممالک اور ملک اودھ کے صوبہ دار تھے۔ اپنے والد ماجد نواب شجاع الدولہ بہادر کے دار الامارت فیض آباد کو چھوڑ کر شہر لکھنؤ کو دار الحکومت بنایا۔ بڑی بڑی عالی شان اور لطیف عمارتیں مثل امام باڑہ، رومی دروازہ، مچھی بھون اور دولت خانہ وغیرہ تعمیر کرائیں اور سنہ ۱۱۵۰ھ[1] میں وہیں تعزیہ خانہ میں سپرد خاک ہوئے۔ ان کی تاریخ وفات سنگ مزار پر لکھی ہوئی ہے۔ یہ مصرع ان کی رحلت کی تاریخ کا مادہ ہے

ع "ھھنا روحٌ وریحانٌ وجنات النعیم"

بخشش، سخاوت، خلق اور مروت میں مشہور تھے۔ اردو اور فارسی اشعار کہنے میں بڑے مشاق تھے۔

۳۔ آفتاب — ابو المظفر سراج الدین عالی گوہر شاہ عالم بادشاہ۔ ہندوستان کی سلطنت کا اختلال بلکہ زوال انہی کے عہد سے وابستہ

---

[1] صحیح تاریخ وفات ۱۲۱۲ھ۔ مادہ تاریخ بھی غلط۔ مولف کو غلط فہمی ہوئی۔ "درخ"

ہے۔ بارہ لاکھ روپیہ سالانہ خراج پر علاقہ بنگالہ کو انگریز حکام کے سپرد کر دیا اور حکومت سے نظم و نسق سے بے تعلق ہو گئے غلام قادر خاں ظالم، نمک حرام نے ان کو نابینا کر دیا۔ موزوں طبع تھے۔ اور فارسی اشعار کہتے تھے۔ ایک قصیدہ شہر آشوب غلام قادر خاں نائب شیطان کی شورش اور بغاوت پر لکھا۔

۴۔ احسن — تخلص مولوی محمد احسن خلف منشی محمد احمد بلگرامی۔ وطن صفی پور ان کا نسب حضرت صدیق اکبر تک پہنچتا ہے۔ سال ولادت ۱۲۴۴ھ اور اسوقت ان کی عمر پچاس سال کی ہے۔ اس زمانہ میں زبان فارسی کی نظم و نثر اپنا نظیر نہیں رکھتے۔ شاعری سے ناواقف لوگوں کے لیے ایک قواعد اور نقشہ تیار کیا ہے جسکی تعلیم سے جلد موزونی طبع اور سخن سنجی آجاتی ہے۔ ان کی تصانیف نظم و نثر میں بہتیری کتابیں ہیں مثلاً ارتنگ فرہنگ کارنامہ فرہنگ، آئینہ حسن، صحیفہ شاہجہانی و لغت شاہجہانی۔ مصطلحات شاہجہانی اور تحفہ صدیقیہ وغیرہ۔ ان کے شاگرد ان لکھنؤ سے عظیم آباد تک بے شمار ہیں مثلاً حکیم سید محمد اسحٰق حاذق موہانی اور سید محبوب شیر صولت عظیم آبادی وغیرہ۔ پہلے نواب مختار الملک مدار المہام ریاست حیدرآباد دکن کے اعزہ کی تعلیم کے لیے حیدرآباد میں مقیم رہے۔ اس سال حضرت والا دام ظلہٗ کی طلب پر وہاں سے بھوپال چلے آئے اور میری اور برادر معظم کی تعلیم پر مامور ہوئے۔ عربی و فارسی زبان کی نظم و نثر پر اپنی قدرت کا حال خود بیان کرتے تھے کہ میرے والد ماجد فن انشا پردازی میں یگانہ عصر تھے اور اس فن کی تعلیم مجھکو خود اٹھارہ سال

کی عمر ہونے تک دیتے رہے مگر میری کندذہنی کے باعث کچھ بھی فائدہ نہ ہوا آخر
تنگ آکر مجھکو الگ کر دیا میں لکھنو سے اپنے گھر لوٹ آیا اور اپنی جہالت
سے کم و بیش بسات ماہ سخت رنجیدہ رہا۔ ایک رات حضرت امیرالمومنین
کو خواب میں دیکھا اور عرض کیا کہ اے حضرت یا تو مجھے موت آجائے یا علم سے
بہرہ یاب ہو جاؤں تاکہ والد ماجد کے عتاب سے نجات پاؤں۔ حضرت نے
اپنی انگلی میرے لبوں پر ملی اور مجھکو غم و رنج سے رہائی بخشی۔ اس زمانہ سے
نظم و نثر پر اتنی قدرت حاصل ہوگئی کہ والد ماجد ہی نہیں بلکہ جن لوگوں نے
میری استعداد سے واقفیت حاصل کی حیرت میں پڑ گئے۔ پھر میں نے اپنا
کلام اصلاح کے لئے مولوی احسان اللہ ممتاز انامی کے سامنے پیش
کیا۔ تحسین و آفرین کے سوا ایک حرف کی بھی اصلاح نہ دی اسکے بعد
اپنے نظم و نثر کے مجموعہ کو گل محمد ناطق مکرانی کے پاس لے گیا۔ بہت غور و فکر
کے بعد بھی اصلاح کی کوئی ضرورت محسوس نہ کی۔ واپس لے آیا۔

۵۔ احسن ۔ سید احسن اللہ دہلوی سید شاہ عزیز اللہ کی اولاد
میں اور سید شاہ میر لاہوری کے مرید اور خلیفہ تھے۔
شاہ عالم بادشاہ کے عہد میں سیاحت کے لئے نکلے اور جب لکھنو پہنچے
تو نواب آصف الدولہ بہادر نے عزت اور احترام سے ان کے ساتھ
گرمجوشی کا اظہار کیا۔ جس زمانہ میں وہ فرخ آباد پہنچے، وہاں کے رئیس نواب
مظفر جنگ اور نواب شوکت جنگ نے ان کو ہاتھوں ہاتھ لیا۔

۶۔ اختر ۔ ابو المنصور ناصر الدین سکندر جاہ سلطان عالم محمد واجد علی شاہ

بادشاہ مملکت اودھ اپنے والد ماجد ثریا جاہ امجد علی شاہ کے بعد سلطنت لکھنؤ پر فائز ہوئے۔ پھر انگریزوں کی مداخلت سے سلطنت سے محروم کر دیئے گئے اور ہنسی خوشی لکھنؤ سے نکل کر دار الامارۃ کلکتہ پہنچے اور مٹیا برج میں عالی شان عمارتیں بنوا کر اس ویرانہ کو دولت و اقبال سے معمور کر دیا۔ سرکار انگریزی سے ایک لاکھ روپیہ ماہوار مقرر ہوا۔ سلطنت کے زوال سے اہل لکھنؤ پر جو گزری سو گزری۔ سنہ ۱۲۶۴ھ میں تخت پر بیٹھے تھے اور سنہ ۱۲۷۲ھ میں معزول ہوئے۔ اگرچہ ہر علم میں کمال رکھتے تھے مگر فن موسیقی میں انتہائے کمال تک پہنچے۔ سیاست مدن میں دستور واجدی، فن عروض میں ارشاد خاقانی موسیقی میں صوت المبارک۔ اسکے علاوہ چھ دواوین اور متعدد مثنویاں، آپ کی تصانیف میں ہیں۔ آپ کا کلام موزوں فارسی اور اردو میں متین اور دلنشین ہے۔

۷۔ اشتیاق ....: شاہ ولی اللہ۔ شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی کے احفاد میں تھے ان کو فقر اور فقرا، شعر اور شعرا سے روحانی نسبت تھی۔ علوم نقلی و عقلی و اصلی و فرعی سے پوری آگاہی تھی۔ آپ کی متعدد تصانیف ہیں جن میں تفسیر قرآن بھی ہے دار الخلافہ شاہجہاں آباد میں فیروز شاہ کے کوٹلہ میں سکونت تھی۔ مرزا عبد الغنی بیگ قبول کے شاگرد تھے۔ سنہ ۱۱۵۰ھ میں رحلت ہوئی۔

۸۔ اشک ....: مولوی ہادی علی لکھنوی ان کی اصل قصبہ بجنور ہے جو لکھنؤ سے پانچ کوس کی فصل پر ہے۔ علوم عقلی و نقلی

عربی و فارسی سے آراستہ اور زہد و تقوی میں اپنے ہم مشربوں سے فائق تھے۔ عربی اور فارسی کی اکثر کتابوں پر آپ کے حاشیے اور شرحیں ہیں۔ آپ کے درد انگیز کلام کو پڑھکر درد مندوں کا دل بھر آتا ہے۔ ۱۲۸۱ھ میں لکھنؤ میں انتقال کیا اور قصبہ بجنور میں مولانا فخر الدین شہید کے مزار کے جوار میں مدفون ہوئے۔

۹۔ اظہر ــ میر غلام علی دہلوی ث گرد میر شمس الدین فقیر۔ علی وردی خاں بہادر مہابت جنگ کے عہد میں ۱۱۷۰ھ میں عظیم آباد تشریف لائے اور وہاں سے ۱۱۸۲ھ میں مرشد آباد پہنچے اور وہیں وفات پائی۔

۱۰۔ افضل ــ پانی پتی۔ خوش فکر اور نیک فطرت تھے۔ بارھویں صدی ہجری کے وسط میں دنیا سے کوچ کر گئے۔

۱۱۔ الفت ــ لالہ اوجاگر چند قوم کا ہتہ ماتھر عظیم آبادی۔ سخن اور ارباب سخن سے غایت الفت تھی۔ میر محمد علیم تحقیق سے اصلاح لیتے تھے پہلے غریب تخلص کرتے تھے پھر الفت کرنے لگے۔

۱۲۔ الفتی ــ راجہ پیارے لال قوم کا بھتہ عظیم آبادی۔ مثنوی نیرنگ تقدیر اور دیوان اشعار (فارسی) سب کے دلپسند۔ بادشاہ اکبر شاہ ثانی کے میر منشی تھے صاحب کمالوں کے ساتھ الفت اور خلوص رکھتے تھے۔

۱۳۔ انجام ــ نواب عمدۃ الملک امیر خاں بہادر۔ شاہ نعمت اللہ ولی قدس سرہ کی اولاد میں اور سلاطین صفویہ سے قرابت کے باعث سربر آوردہ تھے۔ عالمگیری عہد میں بائیس سال تک کابل کی صوبہ داری پر فائز رہے اور محمد شاہ بادشاہ نے ان کو تقرب شاہی سے سرفراز کیا۔

سنہ ۱۱۵۲ھ میں نواب آصف جاہ نے حسد کی بنا پر اپنے تقرب شاہی کو ان کی علیحدگی پر مشروط رکھا تو مجبوراً محمد شاہ بادشاہ نے ان کو الہ آباد کی صوبہ داری تفویض کی۔ پھر جب نواب آصف جاہ دکن لوٹ گئے تو بادشاہ نے سنہ ۱۱۵۶ء میں ان کو الہ آباد سے اپنی حضوری میں طلب کیا اور ملک کے سارے امور میں ان کے مشورہ پر عمل رہا۔ سنہ ۱۱۵۹ھ میں دیوان عام سلطانی کے صحن میں کسی سنگ دل ظالم نے جمدھر سے ان کو شہید کر دیا۔ یہ خوش خلق، ظریف طبع، لطیف مزاج، بذلہ سنج اور نیک طینت تھے۔ موسیقی اور سخن سرائی میں استاد۔

۱۴۔ اندر من ....: پسر کنول رام ولد کنور سین قوم کایتھ۔ صوبہ دہلی کے مضافات میں قصبہ اورنگ آباد ضلع علی گڈھ میں پیدا ہوئے۔ فارسی شیخ نظام الدین سکندرآبادی سے سیکھی اور موزونیٔ طبع اور سخن سنجی میں مشہور ہوئے۔ ابتدا میں شکیب تخلص تھا۔ آخر میں اپنا نام ہی تخلص رکھا۔ ہر چند جوانی ہی میں آنکھوں کی بینائی سے محروم ہو گئے مگر حافظہ اتنا بڑھ گیا کہ اپنی نظم و نثر ساری کی ساری نوک زبان تھی۔ نشتر عشق کے مصنف حسین قلی خاں سے ربط تھا۔ انھوں نے اس تذکرہ میں ان کے کثیر اشعار اور حالات لکھے ہیں۔

۱۵۔ انند کنیلی[1] .... کا ئیتھ تھے۔ ان کے والد رائے بنگالی داس محمد شاہ بادشاہ کے منشیوں میں ممتاز درجہ رکھتے تھے۔ انند جس طرح علوم ہندیہ میں یکتا تھے اسی طرح فارسی زبان سے بھی بہرہ مند تھے۔ ابتدائے سن تمیز سے آزادہ روی اور بے تعلقی سے زندگی گذرتی تھی مگر والد کی وفات کے بعد ہر طرح کے تعلقات سے بے نیاز ہوکر بندرابن میں مقیم ہو گئے جہاں ہندو دیوتاؤں کی بڑی بڑی عبادت گاہیں ہیں۔ رامائن جو ہندوؤں کی مقدس کتاب ہے، سنسکرت سے بھاکا میں ترجمہ کیا۔ احمد شاہ ابدالی کے ہنگامہ میں کسی مغل کے ہاتھوں مارے گئے۔ قتل کے وقت جب تلوار ان کے سر پر پہنچی تو فی الفور یہ شعر ان کی زبان پر موزوں ہوا ؎

اے زخم نصیباں ترا اعاذ اللہ مرہم
قربان سر تیغ تو یک زخم دگر ہم

۱۶۔ النصاف .... مرزا علی نقی خاں خلف نقد علی خاں انجاد۔ شاعری بدرجہ کمال کرتے تھے۔ ابتدائے شاعری میں

---

[1] اطراف اکبر آباد کا ایک موضع۔

ضیاؔ تخلص کرتے تھے اسکے بعد انصافؔ تخلص کرنے لگے ۔ اچھی طبیعت
اور سنجیدہ فکر رکھتے تھے ۔ ۱۱۹۵ھ میں انتقال کیا ۔

۱۷ ۔ امامیؔ : خواجہ امام الدین معروف بہ خواجہ امامی ابن قاضی خان ابن خواجہ بادشاہ خاں ۔ وطن شہر لکھنو ۔ نظم و نثر میں طبع سلیم و ذہن مستقیم
اور اچھی فکر رکھتے ہیں ۔ شاگرد مرزا محمد حسن قتیلؔ ۔ رسالہ قافیہ منظوم سے ان کی موزونی ظاہر
ہے ۔ لوگ کہتے ہیں کہ نظم میں ان کی طبیعت رسا تھی اس لئے ان کے استاد ان کو شاعری
سے منع کرتے تھے ۔ آخر عمر میں تاج الدین حسین خاں کنبو کی رفاقت اختیار کی ۔ اودکانپور
میں خان مذکور کے ایک ملازم کے ہاتھوں شہید ہوئے استاد کے مرثیہ میں ایک
ترکیب بند لکھا ۔

حرف ب

۱۸ ۔ بسملؔ : منشی امیر حسن خاں مرحوم ابن منشی عاشق علی خاں مغفور کاکوروی عہد نصیر الدین حیدر بادشاہ اودھ کے ممتاز شاعروں
میں تھے اور بڑی خوبیوں کے حامل تھے جنکا حد و شمار نہیں ۔ شاگرد رشید
غلام مینا ساحرؔ کاکوروی نظم و نثر فارسی میں قوی دستگاہ تھی ۔

۱۹ ۔ بہارؔ : ٹیک چند ۔ کلام دل پسند ۔ قوم کا یتھ ۔ فارسی زبان میں کمال حاصل کیا ۔ بہار عجم اور جواہر الحروف ان کی
تصانیف ہیں ۔ سراج الدین علی خاں آرزو کے شاگرد رشیدوں میں ہیں ۔

۲۰ ۔ بیانؔ : خواجہ احسن اللہ یہ معانی و بیان کے نکتے سے خوب آگاہ ہیں ۔

حرف ت

۲۱۔ تجرد ۔۔۔ سید عبداللہ لاہوری۔ علوم رسمیہ برہان پور میں مولوی غلام محمد شاگرد ملا نظام الدین قدس سرہٗ سے حاصل کئے اور وہاں سے توفیق ایزدی سے حجاز روانہ ہوگئے۔ حج و زیارت سے فراغت پاکر بندر سورت کی طرف لوٹے اور بقیہ علوم کی تکمیل وہاں کے استاد سے کی۔

۲۲۔ تحسین ۔۔۔ میر عطا حسین خاں مرصع رقم پسر میر محمد باقر خاں شوق۔ ہند کے سادات رضوی میں تھے۔ نظم و نثر اور انواع شعر و شاعری میں اپنے ہم عصروں سے بازی لے گئے۔

۲۳۔ تفتہ ۔۔۔ منشی ہرگوپال قوم کے برہمن شاہجہاں آبادی۔ اسداللہ خاں غالب کے اشد تلامذوں میں تھے۔ عالی خاندان۔ غزل کے رسیا اور تلاش مضامین میں سرگرم۔ بہت پرگو۔ انکا منظوم کلام بہت ہے۔ پانچ دواوین (فارسی) ہر دیوان میں تقریباً ستر ہزار اشعار۔

۲۴۔ تمنا ۔۔۔ خواجہ محمد علی ابن خواجہ عبدالصمد تا سید عظیم آبادی۔ اپنے والد سے تعلیم حاصل کر کے صاحب کمال ہوئے۔ نظم و نثر میں یکتا تھے۔ حسن خلق اور شیریں بیانی اور طلاقت لسانی میں مشہور تھے سنہ ۱۲۳۲ھ میں وفات پائی۔ دیوان فارسی میں دو ہزار کے قریب اشعار ہونگے۔

حرف ث

۲۵۔ ثاقب ۔۔۔ قاضی القضاۃ محمد نجم الدین خاں بہادر رئیس قصبہ کاکوری جو لکھنؤ سے پانچ کوس پر واقع ہے۔ یہ قصبہ اس

نواح میں ارباب فضل و کمال اور نیک کردار اور سنجیدہ گفتار لوگوں کا مرکز ہے۔
ان کے والد ماجد مولانا حمید الدین علوم ظاہری و باطنی میں اپنے ہم عصروں میں سب سے
ممتاز تھے۔ ان کے دادا ملا محمد غوث فضائل و کمالات کے حامل اور علم حدیث
میں اورنگ زیب عالم گیر کے استاد تھے۔ اور یہ خود علوم عقلی و نقلی، اور
موزونی طبع اور سخن سنجی میں مشاق۔ دارالسلطنت کلکتہ میں ارباب علم میں
سے کوئی منصب جلیلہ قاضی القضاۃ پر ان سے بڑھ کر نہ ہوا۔ عمر کے آخر حصہ میں
اس عہدۂ قضا سے دست بردار ہو کر مبلغ تین سو روپیہ ماہوار کی پنشن پر
قناعت سے زندگی گذارنے لگے۔ کلکتہ سے روانہ ہو کر گھر جاتے ہوئے بنارس
پہنچے تھے۔ کہ قضا آگئی اور رحلت کر گئے۔ یہ واقعہ ۱۲۲۹ھ میں ہوا۔

۲۶۔ ثاقب : مہاراجہ شیو پردھان جی گوپال سنگھ بہادر۔ ان کے احوال نگارستان سخن میں لکھے ہوئے ہیں...... اپنا کلام
چونکہ خود انہوں نے اس تذکرہ کے لئے بھیجے اس لئے ان کا حال لکھنا لازم ہوا۔
یہ سری باستب کایستھوں میں معزز مشہور ہیں۔ ان کا مولد، مسکن اور وطن
موضع بھدرس حوالی گھاٹم پور ضلع کانپور ہے ان کے والد منشی بینی پرشاد
شاہان اودھ کی سرکار میں سررشتہ داری دیوان عام سلطانی پر مامور تھے
یہ خود ان کی وفات کے بعد وراثتاً اسی عہدہ پر فائز ہوئے اور آج کل کلکتہ میں
واجد علی شاہ کے حضور میں خطاب مہاراجگی و بہادری سے ممتاز۔ اور
شاہ ممدوح کے صاحبزادے شاہزادہ عالم جنرل فریدون قدر مرزا بریم
علی بہادر کے کاروبار دیوانی کے منتظم ہیں۔ طبیعت لطیف، اور رنگین

تاریخ اودھ جسکا تاریخی نام دفتر ثاقب ہے اور تاریخ دہلی جسکا تاریخی نام حقیقت محمودیہ ہے، آپ کی تصانیف ہیں۔ مجموعہ نادرات الثاقب اور مثنوی مجمز بہت آپ کی منظومات میں ہیں۔

حرف ج

۲۷۔ حسالی ...... مولوی الطاف حسین۔ وطن پانی پت۔ شاہجہان آباد میں نشو ونما پائی علوم متعارفہ کے نکتے بخوبی سیکھے۔ سنجیدگی اور فہمیدگی ان کی سلیت طبیعت سے ظاہر ہے۔ ذہن رسا پایا ہے۔ عربی، فارسی اور اردو میں بڑی لطافت سے اشعار کہتے ہیں۔ مولوی فیض الحسن سہارن پوری، اسد اللہ خاں غالب اور نواب مصطفیٰ خاں شیفتہ سے فیض سخن حاصل کیا۔ ہرچند نگارستان سخن میں ان کا نام اور کلام مجملاً مندرج ہے پھر بھی چونکہ اپنا ترجمہ اور انتخاب کلام (فارسی) خود میرے پاس بھیجا اس لئے اس تذکرہ میں شامل کیا گیا۔

۲۸۔ حسرتی[۱] نواب محمد مصطفیٰ خاں بہادر خلف ارشد عظیم الدولہ سرفراز الملک نواب مرتضیٰ خاں بہادر رنگش۔ نواب محمد خاں بنگش رئیس فرخ آباد اور نواب مرتضیٰ خاں دونوں ایک ہی خانوادے کے چشم و چراغ تھے۔ نواب مصطفیٰ خاں کی والدہ، مرزا اسمٰعیل خاں کی دختر اور احتشام الدولہ محمد بیگ خاں قاطع ہمدان کی نواسی تھیں۔ نواب

[۱] اردو میں تخلص شیفتہ ہے۔

مصطفیٰ خاں کے اجداد فرخ سیر بادشاہ کے عہد میں مناصب اور مراتب کے حصول کیلئے
بنگشات سے روانہ ہو کر فرخ آباد آئے اور مقصد کلی حاصل کر کے یہیں اقامت اختیار
کر لی۔ جب دہلی کی سلطنت کی بنیاد متزلزل ہوئی تو نواب مرتضیٰ خاں اپنے
مرکز سے ہٹ کر راجہ جسونت راؤ ہلکر سے وابستہ ہو گئے اور فوج کے افسر مقرر
ہوتے اور جب لارڈ لیک نے مہاراجہ کی سرکوبی کے لیے فوج کشی کی تو انہوں نے
مقابلہ کے لیے کمر ہمت باندھی۔ آخر کار نواب مرتضیٰ خاں کی تدبیر سے یہ جنگ
صلح و آشتی کے ساتھ ختم ہوئی اور لارڈ لیک نواب صاحب کے حسن تدبیر سے
بہت خوش ہوئے۔ اور پرگنہ پلول علاقہ گلگانوں ضلع دہلی میں تین لاکھ روپیہ
سالانہ تحصیل کی جائداد ان کے حوالہ کر دی۔ نواب ممدوح نے اس جاگیر پر قناعت
نہ کی اور جہانگیر آباد کا علاقہ اپنے بیٹے نواب مصطفیٰ خاں کے نام خرید کیا۔ نواب مرتضیٰ
خاں کی وفات کے بعد اگرچہ وہ محال جاگیر سرکار انگریزی نے ضبط کر لیا لیکن اس کے
بدلے میں بیس ہزار روپیہ سالانہ نقد سرکار سے اور جہانگیر آباد کی آمدنی پوری
کی پوری نواب مصطفیٰ خاں اور ان کے دوسرے رشتہ داروں کو ملتی رہی۔

بہر کیف مصطفیٰ خاں ذاتی محاسن اور صفات کے بدرجہ اتم حامل تھے۔ طبیعت
رسا تھی اور فکر آسمان پیما۔ نظم بہت پاکیزہ اور بہتر اور نثر بھی نئے طرز کی
لکھتے تھے۔ فارسی میں حسرتی تخلص کرتے تھے اور ریختہ میں شیفتہ۔ جب
آپ کا سن چوتھی دہائی میں تھا تو شاہ عبدالغنی مجددی نقشبندی سے بیعت ہوئے
اور فریضۂ حج ادا کیا اور ۱۲۸۶ھ میں انتقال کیا۔ دو بیٹیاں اور تین بیٹے
چھوڑے۔ بڑے محمد علی خاں محل اولیٰ سے تھے اور دوسرے بیٹے نقشبند خاں تھے

جو اپنے چھوٹے بھائی محمد اسحق خاں اور دونوں بہنوں اور ماں حسینی افضل بیگم کے ساتھ ملکۂ بھوپال کی ملازمت میں داخل ہوئے۔ چند دن ہوئے کہ یہاں سے دہلی چلے گئے افسوس کہ پچیس سال کی عمر میں اٹھائیسویں شوال ۱۲۹۴ھ دار ملک بقا ہوئے۔ حسرتی کا حال اور کلام شمع انجمن میں مندرج ہے۔ فی الحال ان کے فارسی دیوان کے اشعار جو قریب دو ہزار کے ہونگے دستیاب ہوئے۔

۲۹۔ حشمت ......: میر محتشم علی خاں۔ ان کے اسلاف کا وطن بدخشاں تھا۔ ان کے اجداد میں سے ایک ہندوستان آکر مقیم ہوگئے اور عزت اور کامرانی سے زندگی گذاری۔ حشمت کے والد میر باقی، تمدیار خاں ناظم شاہجہان آباد کی رفاقت میں رہے۔ حشمت اسی دار الخلافہ میں پروان چڑھے اور عبد الرضا متین اور خان آرزو سے فیض سخن پاتے رہے۔ ۱۱۶۲ھ میں اچانک انتقال کیا۔ ان کا ذہن رسا تھا، طبیعت عالی اور مزاج رنگین۔ ایک دیوان قریب سات ہزار اشعار پر مشتمل (فارسی) ان سے یادگار ہے۔

حرف خ

۳۰۔ خادم ......: حافظ خادم علی داماد قادر علی خاں خوش نویس قصبہ کینجل وطن تھا۔ خط نسخ و نستعلیق و شفیعا د شکست خوب لکھتے تھے۔ حافظ قرآن تھے۔ فارسی اور اردو دونوں زبانوں میں شعر کہتے تھے۔

۳۱۔ خاموش ......: راۓ صاحب۔ ہندوں میں شاعر عالی مقام ہیں۔

۳۲۔ خاندوراں ......: نام نامی امیر الامرا صمصام الدولہ محمد شاہی دور کے ممتاز امیروں میں تھے۔ اور بادشاہ کے مقبول تھے نادرشاہ

کے حملہ میں بڑی بہادری دکھائی اور سنہ ۱۱۵۱ھ میں اسی معرکہ میں شہادت پائی۔

۳۳۔ خیالی .... منشی خیالی رام لکھنوی شاگرد مولوی احسان اللہ ممتاز تخلص۔ لکھنو کے کاتبوں میں اپنے ذہن کی رسائی اور تیز گفتاری اور سلاست بیانی کے باعث ممتاز تھے۔ فارسی نظم و نثر پر قدرت کامل رکھتے تھے۔ ان کی تصانیف کی تعداد سو سے بھی زیادہ ہے۔ ان میں شرح اعجاز خسروی جو اردو زبان میں ہے ان کی خوش فکری، خوش خیالی اور قوت علمی کی دلیل ہے۔ ستر سال کی عمر پا کر سنہ ۱۲۸۹ھ میں دنیا سے رخصت ہو گئے۔

حرف د

۳۴۔ دبیر .... سلامت علی نام۔ دراصل ہندو نژاد تھے بہ رضائے دلی مذہب اسلام قبول کیا اور شیعہ مسلک اختیار کیا۔ اصناف شعر میں ان کی طبیعت زبان اردو میں مرثیہ گوئی کی طرف از حد مائل تھی۔ مرثیہ گوئی میں اپنی شاعری کا کمال دکھلایا سوائے میر انیس کے اس فن میں ان کا کوئی نظیر نہ تھا۔ کبھی کبھی فارسی میں ائمہ کی مدح میں اشعار کہہ لیتے تھے۔ ہفت بند کاشی کی تضمین کی ہے۔

انتیسویں محرم سنہ ۱۲۹۲ھ کو اس جہان سے رخصت ہو گئے۔

۳۵۔ دلیر .... محمد دلیر، ہندوستان کے شاعروں میں تھے۔ وطن قصبہ چھپرا مئو تھا فارسی اور اردو دونوں میں کہتے تھے۔ قصہ کامروپ کو قران السعدین کے طرز پر اور رسالہ پنج گنج نظم میں لکھا۔ ان کا انداز بیان بڑا سنجیدہ اور بہتر تھا۔

حرف ذ

۲۶۔ ذرہ : مہر چند قوم کھتری پنجابی ۔ فرخ آباد میں وطن اختیار کر لیا ۔ فارسی میں ذرہ اور اردو میں مہر تخلص کرتے تھے ۔

۲۷۔ ذوق : مولوی محمد محی الدین خان پسر مولوی محمد حکیم الدین خان بہادر ولد قاضی القضاۃ مولوی نجم الدین خان بہادر ثاقب کاکوری مولد اور مسکن ہے ۔ دیوان اشعار ہی نہیں بلکہ ہر علم و فن سے مزین ۔ اس زمانہ میں کاکوری میں نظم و نثر کے میدان میں ان کا کوئی مد مقابل نہیں ۔ اس علاقہ کے سب موزوں طبع ان کے شاگردی میں داخل ہیں اور وہ خود منشی محمد مہدی جہاں آبادی کے شاگرد ہیں ۔ اردو میں مرزا خان نوازش لکھنوی سے فیض حاصل کیا ہے ۔

حرف ر

۲۸۔ رحمتی : کنور سکھراج بہادر پسر کنور ہیرا لال ضمیر ابن راجہ پیارے لال الفتی قوم کایتھ ۔ وطن شہر عظیم آباد ۔ ہمت ، محبت ، مروت اور اخلاق سے موصوف ۔ نظم و نثر میں صاحب استعداد ۔

۲۹۔ رسا : محمد تقی ۔ قوم چغتائی ۔ ان کی پیدائش شاہجہاں آباد میں ہوئی اور وہیں نشو و نما بھی ۔ فکر معاش میں لکھنؤ پہنچے اور کسی مناسب خدمت پر مامور ہوئے پھر قصبہ لوہانو میں اقامت اختیار کر لی اور آخر عمر میں

فیض آباد کا رخ کیا اور وہیں سنہ ۱۲۲۳ھ میں انتقال کیا۔ طبیعت موزوں اور رنگین تھی فارسی اور اردو میں نظم و نثر پاکیزہ لکھتے تھے۔

۴۰۔ رضا ....: محمد محسن۔ شیخ محمد شجاع دہلوی کی اولاد سے ہیں جو عہد محمد شاہی میں مولانا روم کی مثنوی کی شرح بیان کرنے میں مشہور تھے۔ یہ خود حافظ قرآن اور علوم عربی و فارسی، نظم و نثر پر قادر تھے۔ فارسی اور اردو میں خوش اسلوبی سے شعر کہتے تھے۔ اپنے وطن سے دل برداشتہ ہو کر فرخ آباد میں قیام تھا۔

۴۱۔ رضا ....: میر محمد رضا معروف بہ میر محمدی عظیم آبادی۔ صالح اور پرہیزگار تھے فضائل علمی حاصل کرنے کے بعد عظیم آباد سے روانہ ہو کر مرشد آباد میں وطن اختیار کر لیا اور بڑی عقیدت سے اپنے وقت کے مجتہد مولوی سید دلدار علی[۱] کی زیارت کے لیے سنہ بارہ سو ہجری کے چھٹے دہائی میں لکھنوی پہنچے اور اسی سال مرشد آباد لوٹ کر آ گئے اور پچپن سال کی عمر میں انتقال کر گئے۔ اردو اور فارسی دونوں میں شعر کہتے تھے اور ضیاء الدین ضیا شاہجہان آبادی سے اصلاح لیتے تھے۔

۴۲۔ رونق ....: منشی رام سہائے۔ کایستھ لکھنوی، طبع رسا رکھتے تھے۔ نظم و نثر فارسی اور اردو لطافت کے ساتھ لکھتے تھے۔ سنہ ۱۲۹۰ھ میں انتقال کیا۔ دیوان شعر اور مثنویات ان سے یادگار ہیں۔

۱۔ ۱۱۶۶ھ – ۱۲۳۵ھ

یہ غزل (فارسی) جو بحری کہی اور اس میں موتی پروئے ہیں

مطلع:۔ اے رخِ ابروئے تو بدرو ہلال
شاہد خوبیٔ تو حسن و جمال

حرف ز

۴۳۔ زار منشی ہینڈو لال، قوم کایستھ۔ وطن لکھنؤ، اپنی قوم میں ممتاز، فارسی اور اردو میں اس دیار کے بہتیرے لوگ ان کے شاگرد ہیں، اردو دیوان اور مثنویات کے علاوہ فارسی میں دیوان، رسائل عروض، معنی، بحرالعلوم، ہفت صحیفہ، تیغ رقعہ کے طرز پر، نادر یا زار مینا یا زار کے تتبع میں اور رعنا دید بہار ان سے یادگار ہیں۔

۴۴۔ زخمی مہاراجہ رتن سنگھ بہادر۔ شاہان اودھ سے خطاب فخرالدولہ دبیرالملک مہاراجہ رتن سنگھ بہادر ہوشیار جنگ ملا۔ آصف الدولہ کی سرکار میں میر آتشی کے عہدہ پر مامور تھے اور بالک گنج کا توپ خانہ لکھنؤ میں آج تک ان کے نام سے مشہور ہے زخمی عہد غازی الدین حیدر اوّل بادشاہ اودھ اور نصیرالدین حیدر بادشاہ دوئم کی سرکار میں منشی الملو کی کی خدمت اور خطاب سے سرفراز تھے اور محمد علی شاہ بادشاہ سوئم کے عہد میں ریاست کی دیوانی اور خطاب مہاراجگی سے سرلیند۔ اور آخر کار ۱۲۶۴ھ میں اسلام کو دین حق سمجھ کر

سلہ چار بحروں میں پڑھی جانے والی۔

اختیار کر لیا۔ اور تین سال کے بعد سنہ ۱۲۰۶ھ میں انتقال کیا۔ عربی، فارسی، ترکی، انگریزی اور سنسکرت سے آشنا تھے۔ ان کے صاحبزادے کنور دولت سنگھ تخلص شکری جو جوانی ہی میں فوت ہوئے۔ ہر علم و فن میں اپنے والد سے بھی بڑھ کر تھے۔

۴۵۔ زکی اصلی مولد اور وطن مُراد آباد۔ ذہن و ذکا اور طبع رسا میں بہت ممتاز۔ ایک مدّت تک لکھنؤ میں رہے اور شاہ اودھ کے دربار سے ملک الشعرا کا خطاب ملا۔ ایک قصیدہ (فارسی) جلوس واجد علی شاہ کے موقع پر ایسا لکھا کہ ہر مصرعہ سے اور حروف منقوطہ اور غیر منقوطہ سے ہر شعر کے الگ الگ تاریخ نکلتی ہے۔ اور دوسری پر لطف بات یہ ہے کہ قصیدہ کے ہر شعر کے مصرع اوّل کو اگر کسی بیت کے دوسرے مصرع کے ساتھ ملا کر پڑھیں تو معنی میں فرق نہ آئے۔ اور تاریخ بھی ان چاروں طریقہ سے نکلے۔

حرف س

۴۶۔ سامانؔ میر محمد ناصر۔ جون پور کے خوش خیالوں میں تھے۔ شاہجہان آباد آ کر کسب کمال کیا۔ اور مرزا مظہر جانِ جاناں کے فیض صحبت سے مستفید ہوئے۔ بادشاہ کے دربار سے عہدہ بخشیگری پر مامور ہو کر وطن لوٹے۔ مگر وہاں کے ناظم سے ان بن رہی یہاں تک کہ معرکہ آرائی ہوئی۔ اور سنہ ۱۱۴۲ھ میں شہید ہو گئے۔

۴۷ ـ ساحر شیخ عبدالمجید خلف غلام مینا ساحر کاکوروی۔ نظم ونثر میں مولوی ہادی علی اشک لکھنوی کے شاگرد۔ طبیعت تیز اور اشعار سحر آگیں۔

۴۸ ـ سراج سید سراج الدین۔ اورنگ آباد دکن کے اچھے شاعروں میں ہیں۔ فارسی اور اردو کی نظم نگاری میں ماہر فن ہیں۔ ابتدائے جوانی ہی سے درویشی کی طرف دل مائل ہوا اور خاندان چشت میں بیعت ہوئے سنہ ۱۱۷۷ھ میں انتقال کیا۔ میر اولاد محمد ذکا بلگرامی نے تاریخ وفات کہی۔

"سراج بزم ادم را نمودہ نورانی"

۴۹ ـ سرشار میر لال معروف بہ سیام سندر۔ قوم کایستھ وطن قصبہ کاکوری جو لکھنؤ سے پانچ کوس) پر واقع ہے۔ تحریر و انشا اور نظم فارسی، اردو اور بھاکا میں ماہر فن، ایک عرصہ تک بادشاہ اودھ کی سرکار میں سررشتہ بخشیگری میں ملازم تھے، مذہبی میلان کی وجہ سے دنیوی تعلقات سے بے نیاز ہو کر سنہ ۱۲۸۴ھ میں وفات پائی۔ ان کا دیوان اور مثنویاں یادگار ہیں۔

۵۰ ـ سعید ممتاز العلما قاضی محمد سعید الدین خان بہادر خلف ارشد و اکبر قاضی القضاۃ محمد نجم الدین خان بہادر ثاقب کاکوروی۔ علم وفضل اور اوصاف ذاتی وکسبی میں اپنے ہم عصروں میں ممتاز تھے۔ نظم ونثر فارسی و اردو میں یکتا تھے۔ اصلاح سخن اپنے والد ماجد

سے ا۔ پہلے سرکار انگریزی میں عہدۂ قضا پر سرفراز رہے۔ اس کے بعد فرمان انگریزی کے حکم سے ریاست فرخ آباد کے نظم ونسق پر مامور ہوئے اور وہاں کے رئیس نابالغ کی اتالیقی کرتے رہے۔ آخرکار گھر پر عبادت اور ریاضت میں مشغول ہو گئے۔ اور ترک علائق دنیوی کیا۔ ۱۲۹۲ھ میں رحلت کی

۵۱ - سلیم

علی حسن خاں مؤلف تذکرۂ ہذا۔ اگرچہ میرے والد ماجد نے میرا مختصر حال اتحاف النبلا میں لکھا ہے اور رسالہ فرع نامی میں سال ولادت، ختنہ اور رسم بسم اللہ درج ہے۔ پھر بھی اس تذکرہ میں جو لکھنے کے لائق ہے وہ یہ ہے کہ میں اپنے والد کا سب سے چھوٹا لڑکا ہوں اور اپنی صغر سنی کے باعث علم و ہنر سے بے خبر ہوں، تاہم مجھ پر ان کے اور خاص کر نواب شاہجہاں بیگم صاحبہ کے التفات و کرم باعث رشک و حسد ہیں۔ میری ولادت ۴ ربیع الآخر ۱۲۸۳ھ بروز چہارشنبہ بمقام بھوپال ہوئی۔ والد ماجد اور دونوں ماؤں کے زیر سایۂ عاطفت ناز و نعم میں پرورش پائی۔ اور رسم ختنہ کے بعد جس کی تاریخ "ختنہ علی حسن" ہے، پانچویں سال مکتب میں بیٹھا۔ ابتدا میں دو سال کے اندر قرآن مجید ختم کر کے فارسی زبان کی تعلیم شروع ہوئی۔ ابتدائی صرف و نحو کی کتابیں مولوی محمد احسن بلگرامی مولف ارتنگ فرہنگ ولغت شاہجہانی سے پڑھیں۔ ابھی تک یہ سلسلہ جاری ہے۔ اور خدا سے حصول مقصد کی آرزو ہے۔ اس تذکرہ کی تالیف کے وقت جب کہ میری عمر نے صرف بارہویں سال میں قدم رکھا ہے، قافیہ پیمائی اور سخن دانی کا سلیقہ معلوم، مگر انشا پردازی اور شیوا

بیانی معدوم۔ کبھی اتفاق نہ ہوا کہ شعرا کی انجمن میں شریک ہو کر کلام سناؤں لیکن والد ماجد اور برادر معظم کی پیروی میں اور استاد کی توجہ سے اس تذکرہ کی تالیف کے دوران ایک تقریب مشاعرہ کے سلسلے میں اشعار موزوں کئے اور اس میں ثبت کئے۔ اگرچہ نہایت شرم اور کم بضاعتی کے باعث ارادہ نہ تھا کہ شعرا کی انجمن میں اپنے کو داخل کروں۔ مگر اس اُمید میں کہ گرچہ آج ناپرساؤں میں ہوں مگر آئندہ انشاء اللہ استادوں کی صحبت کی برکت سے کسی قابل ہو جاؤں، اپنے اشعار بھی داخل تذکرہ کرنے کی جسارت کی۔ اہل نظر سے اُمید ہے کہ میری کوتاہیوں کو نظر انداز کر کے غلطیوں کو معاف کریں گے۔

حرف ش

۵۲۔ سید میر بہادر علی۔ چھپرا مئو میں پیدائش ہوئی۔ فرخ آباد میں قیام اور شعر و شاعری کا م۔

۵۳۔ شاہجہاں تخلص جناب عفت مآب ...... رئیس دلاور اعظم تارۂ ہند حضرت نواب شاہجہاں بیگم صاحبہ رئیسہ بھوپال۔ آپ کا خزانہ عامرہ غریبوں کے لئے وقف۔ آپ کی برق فکر سے شمع انجمن کی تابانی، آپ کی طبع لطیف کے رشحات سے نگارستان سخن کی آبیاری، اور آپ کے ذکر جمیل سے صبح گلشن کی تر و تازگی۔ سب فرمارواؤں میں آپ کی برتری اس سے ظاہر ہوتی ہے کہ ماہ ذی قعدہ ۱۲۹۳ھ میں حسب

آپ جلسہ قیصریہ کی شرکت کے لئے جو پندرہویں تاریخ منعقد ہوا دہلی تشریف لے گئیں تو ملکہ معظمہ انگلینڈ و قیصر ہند کی طرف سے تمغہ اور نشان بذریعہ گورنر جنرل پایا...... اس کے علاوہ خطاب تاج ہند کا جو اور کسی والیان ریاست کو نہ ملا۔ بتاریخ ۹ ماہ صفر ۱۲۹۵ھ آپ کو ملی۔ جو آپ کے ہوا خواہ تھے۔ ان کی مسرت و شادمانی کا کیا کہنا اور جو بدخواہ تھے وہ آتش حسد سے آتش بجاں ہوئے۔ غرض آپ کی صفات حمیدہ کہاں تک بیان کی جائیں اسی قدر کافی ہے۔

۵۴۔ شوق

اکبر آبادی۔ نام شیخ الہی بخش، اکبر آباد میں پیدا ہوئے فارسی میں پوری مہارت رکھتے تھے۔ اور نظم و نثر فارسی نہایت لطافت و شیرینی کے ساتھ لکھتے تھے۔ آخر عمر میں فرخ آباد جا کر شاہزادہ تیموریہ میرزا مظفر بخت کے منشیوں کے زمرہ میں داخل ہوئے۔ اور تیرہویں صدی کے اواسط میں انتقال کر گئے۔ دیوان فارسی قریب تین ہزار ابیات پر مشتمل ہے۔

۵۵۔ شوق

محمد انعام الدین خاں خلف مولوی محی الدین خاں ذوق کاکوری کے رئیسوں میں ہیں۔ طبع سلیم اور ذہن مستقیم ہے۔ صنائع معنوی و صوری سے آراستہ ہر طرح کے علم و فن کا شوق ہے۔ اور یہ سب ان کے پدر بزرگوار کا فیض ہے۔

۵۶۔ شوق

منشی دونت رائے نبیرہ راجہ بھولا ناتھ قوم کایتھ وطن لکھنؤ شاہ اودھ کی بیت الانشا کے زمرہ منشیان میں

منسلک تھے۔ نظم اُردو و فارسی میں اپنے ماموں منشی شیڈو لال نذار سے اصلاح لیتے تھے۔ واجد علی شاہ اودھ کے آخری تاجدار کی مدح میں ایک قصیدہ صنعت عکس سجع میں بغایت خوبی لکھا اور اس کے صلہ میں انعامات شاہی سے سرفراز ہوئے اور زمرۂ تلامذہ واجدی میں داخل ہوئے۔ ریاست ختم ہونے کے بعد بادشاہ معزولی کے ساتھ کلکتہ پہنچے اور اپنے اہل و عیال کو بھی وہیں بلوا لیا۔ اور تیرھویں صدی کے ساتویں عشرہ میں اس جہان سے رخصت ہو گئے۔

۵۷۔ شہرت

نواب افتخار الدین علی خاں، لکھنؤ کے رئیسوں اور امیروں میں۔ ان کی خوش بیانی اور شیریں زبانی کا شہرہ ہے۔ مرزا محمد حسن قتیلؔ کو ان کے شاگرد ہونے پر ناز ہے۔ اپنے استاد کا قطعہ تاریخ وفات لکھا۔ مادہ تاریخ ''آہ صد حیف از وفات قتیل'' ۱۲۳۳ھ۔

۵۸۔ شہیر

خان محمد خاں، خلف مولوی غلام محمد خاں ابن حافظ غلام حسین خاں۔ وطن رام پور۔ افغانی ہیں۔ ان کی پیدائش نرسنگھ پور کندیلی میں ہوئی۔ تاریخ ولادت ''نور چشم راحت جان'' شہیرؔ کے والد ایک مدت تک انگریزی سرکار میں ممالک متوسطہ ہند کے بڑے عہدوں پر فائز رہے۔ آخرکار پنشن پاکر جھنڈوا کلاں میں جا کر بس گئے۔ اور اس علاقہ میں زمینداری حاصل کی اور شہیرؔ کیلئے وراثت میں چھوڑ گئے۔ شہیرؔ موزونیٔ طبع کے باعث ایک قابل استاد کی

تلاش میں تھے۔ آخر اسد اللہ خان غالب کے شاگرد ہوئے۔ اس زمانہ کساد بازاریِ علم و ہنر میں وحید عصر و یگانۂ روزگار ہیں۔ غزل گوئی سے زیادہ قصیدہ اور تاریخ کی طرف طبیعت کا میلان ہے۔ سات سال سے رئیسہ بھوپال کی مملکت میں آکر شاعری میں برادر معظم مولوی نورالحسن خاں کلیم کے استاد ہوئے۔ رئیسہ معظمہ کی تربیت سے روز افزوں ترقی کے راستہ پر گامزن ہوئے۔ اور حضرت والد ماجد کی صحبت کے فیض سے بہرہ ور رہے۔ گرچہ ان کا تذکرہ شمع انجمن میں موجود ہے۔ لیکن ابھی حال ہی میں آپ نے دو قصیدے رئیسہ معظمہ کی مدح میں دشوار زمین میں بڑی فصاحت و بلاغت سے موزوں کئے۔ ایک عید اضحیٰ کی تہنیت میں جس پر ان کو خلعت فاخرہ ملا۔ دوسرا جشن خطاب تاج ہند کے موقع پر جس کے صلہ میں ان کو خطاب "افتخار الدولہ" ملا۔

حرف ص

۵۹ - صاجرام | لکھنؤ کے کایتھ۔ فارسی اور اردو کے شاعر۔ تاریخ گوئی میں ملکہ رکھتے تھے۔ غازی الدین حیدر ملقب بہ شاہ زمن اور نصیر الدین حیدر سلاطین ملک اودھ کے عہد میں بہت شہرت رکھتے تھے۔ غازی الدین حیدر بادشاہ (جو مقام نجف شہر لکھنؤ میں مدفون ہیں) کی تاریخ وفات یہ لکھی:۔ از روئے بکا و آہ گفتم:

"حیدر بنجف مقام بگرفت"

سنہ ۱۲۴۳ھ

سرفراز علی کی تاریخ وفات کہی :-

بجنان جائے سرفراز علی است۔ ۱۲۳۹ھ

۶۰۔ صبا | محمد صابر حسین۔ ہندوستان کے خوش بیانوں میں اور رسیدوان کے باشندوں میں ہیں۔ اور نواب بہادر رام پور کی سرکار میں ملازم۔ شاگرد نجف علی خاں نجف۔ ان کے اشعار شگفتہ ہوتے ہیں۔ سکندر نامہ کی تتبع میں ایک مثنوی شوکت خسروی (فارسی) لکھی۔ غزل اور رباعی کا نمونہ دستیاب نہ ہو سکا۔

۶۱۔ صوفی | منشی محمد امتیاز علی ساکن کاکوری توابع لکھنؤ۔ ذہین طباع خلیق اور رساف طبیعت۔ فی الحال لکھنؤ میں صیغہ وکالت میں ہیں اور فارغ البالی سے بسر ہوتی ہے۔ وہاں کے حکام اور افسران میں ان کی عزت ہے۔ گرچہ مصروفیت کے باعث شعر و شاعری کی طرف توجہ کم ہے۔ لیکن ذرا سی توجہ سے اچھے اشعار کہہ لیتے ہیں۔ مولانا غلام امام شہید کے شاگرد ہیں۔ اور خوش فکر ہیں۔ تلاش مضامین میں ان کے اکثر شاگردوں سے ممتاز ہیں۔

حرف ض

۶۲۔ ضمیر | کنور ہیرا لال ولد راجہ پیارے لال الفتی قوم کایتھ ساکن عظیم آباد۔ موزوں طبع۔ لطیفہ مزاج اور نیک نہاد۔

حرف ظ

۴۲۔ ظل اللہ — تخلص۔ محمد قلی قطب شاہ فرماں روائے ملک دکن۔ بارہ سال کی عمر میں ۹۸۹ھ میں تخت پر بیٹھے، اور شباب کے اوائل ہی سے عیش و عشرت میں زندگی گذاری۔ اور بھاگ متی نام کی ایک عورت پر عاشق ہوئے۔ اور اس پر متصرف ہوئے۔ حکمرانی کی ذمہ داری میر محمد مومن استرابادی کے حوالہ کی اور ۱۰۲۰ھ میں وفات پا گئے۔

حرف ع

۴۳۔ عاشقی — حسین قلی خاں پسر آقا علی خاں عظیم آبادی۔ طبیعت موزوں تھی۔ اور افکار نیک۔ تذکرہ نشتر عشق شرح بسط کے ساتھ تالیف کیا۔ نواب عیسٰی خاں اپنے وطن بجام سے روانہ ہو کر احمد شاہ بادشاہ کے عہد میں شاہجہاں آباد پہنچے اور یہیں وطن اختیار کر لیا۔ اور احمد شاہ بادشاہ اور عالمگیر ثانی کے دامن دولت سے وابستہ ہو گئے۔ خطاب نوابی، وخانی و بہادری اور عہدۂ نظامت سے سرفراز ہوئے۔ ان کی وفات کے بعد ان کے بیٹے نواب عسکر خاں بہادر نے شاہ عالمگیر ثانی کے عہد میں باپ کی جگہ لی۔ اس کے بعد سلطنت کے انقلاب کے دوران سلاطین ہندوستان کے حکم سے ان کے سازوسامان ضبط کر لئے گئے۔ اور جب پانچواں ہنگامہ احمد شاہ ابدالی کی آمد کا ہوا تو

تو کسی سپاہی کے ہاتھ سے شہید ہو گئے۔ ان کے چھوٹے چھوٹے بچوں اور عورتوں کو جو بے یار و مددگار شاہجہان میں تھے۔ نواب منیر الدولہ نے جو مرحوم کے عزیزوں میں تھے اپنے زمانہ اقتدار و وزارت میں عظیم آباد بلوا لیا۔ اور یہ سب وہیں سکونت پذیر ہو گئے۔ نواب ان بے کسوں کے حال پر جہانتک ہو سکا مہربانی کرتے رہے۔ آقا علی خاں نواب عسکر علی خاں کے سب سے چھوٹے بیٹے جب بڑے ہوئے تو اس زمانہ کے دولت مندوں اور حکومت کے افسروں سے وابستہ رہے۔ پھر انگریزی سرکار سے توسل حاصل کر کے سنہ ۱۲۱۶ھ ہجری میں شکوہ آباد اور فیروز آباد کی تحصیل پر مامور ہوئے۔ حسین قلی خاں عاشقی ان ہی کے بیٹے تھے۔ جو ۱۱۹۴ھ میں عظیم آباد میں پیدا ہوئے۔ جب سن شعور کو پہنچے تو فارسی کی تعلیم حاصل کی اور نظم نگاری میں شیخ وجیہہ الدین عشقی عظیم آبادی کے شاگرد ہوئے۔ نشتر عشق کا سال تالیف سنہ ۱۲۳۳ھ ہے۔ تذکرہ ہذا لکھنے کے وقت یہ تذکرہ پیش نظر ہے۔

۶۵۔ غاصی نام رائے توتا رام قوم کایستھ ساکن لکھنؤ خوش گفتار اور شیریں کلام یمین الدولہ سعادت علی خان بہادر وزیر الممالک فرمان روائے ملک اودھ کے منشیوں کے زمرہ میں منسلک۔ دیوان (فارسی) لطیف اشعار سے بھرے ہیں۔

۶۶۔ عزیز عبد العزیز معروف بہ تفضل حسین، ابن مولوی عبد الاحد رابط خلف مولوی غلام محمد فائق، وطن قصبہ امیٹھی

توابع لکھنؤ۔ صفات حمیدہ اور اخلاق پسندیدہ رکھتے ہیں۔ ذہن اور طبع فکر سلیم اور استعداد علمی معقول۔ نظم و نثر فارسی اور اُردو کا سلیقہ ہے کلام متین اور بندش چست۔ ان کے بزرگوں میں سے ایک جن کا سلسلہ نسب شیخ کبیر الدین ترمذی قدس سرہٗ تک پہنچتا ہے، امیر تیمور گورگانی کے ساتھ وارد ہندوستان ہوئے۔ اور اکبرآباد پہنچے اور بڑے منصب پر فائز ہوئے۔ ان کے پردادا نواب شجاع الدولہ بہادر کے عہد میں لکھنؤ آئے اور قصبہ امیٹھی میں متوطن ہوئے۔ عزیز کی ولادت سنہ ۱۲۴۱ھ میں ہوئی۔ "سعادت اقتدار" مادہ تاریخ ہے۔ سن تمیز کے بعد فارسی اپنے والد ماجد سے اور عربی اساتذۂ فرنگی محل سے پڑھی۔ حکام انگریزی کی توجہ سے عہدۂ جلیلہ امارت انشاء ریذیڈنسی اور چیف کمشنری پر فائز ہوئے اور غدر ہند کے زمانہ میں گوشہ نشینی میں اپنی سلامتی پاکر لکھنؤ میں آج تک مقیم ہیں۔ اور باعزت زندگی بسر کر رہے ہیں۔

۶۷۔ عطا

عطا حسین شہر بریلی کے شاعروں میں، تھے فارسی نثر و نظم میں خامہ فرسائی کرتے تھے۔ علم طب سے بھی شغف تھا۔

۶۸۔ عظیم[1]

مولوی فضل عظیم خلف مولوی فضل امام دیرادر مولوی فضل حق خیرآبادی۔ فضیلت علمی و سخن سنجی اور دیگر فضائل انسانی سے متصف۔ اصلی وطن بدایوں تھا۔ ان کے بزرگوں میں سے ایک نے ترک

---

[1] گلستان سخن صابر میں ان کا حال ہے۔

وطن کرکے خیر آباد میں قیام کیا۔ علوم عقلیہ و نقلیہ اپنے والد ماجد سے جو خود علمائے روزگار میں سے تھے۔ حاصل کیے سرکار انگریزی میں عہدہ جلیلہ پر فائز تھے۔ ان کا حال تذکرہ شمع انجمن میں بھی ہے۔ مگر چونکہ بہت مختصر اور کلام قلیل تھا اس لئے مناسب معلوم ہوا کہ اس تذکرہ میں تفصیل سے لکھا جائے۔

۶۹ عیشی طالب علی خان، لکھنوی۔ خلف علی بخش خان جو الماس خان خواجہ سرا بارگاہ نواب آصف الدولہ کے موالی میں سے تھے عیشی کو مرزا محمد حسن قتیل سے تلمذ تھا۔ زبان فصیح، ذوق صحیح، فکر بلند اور طبیعت ذہن سے آراستہ، جو کہتے بہتر کہتے، اور جو لکھتے پسندیدہ لکھتے سنہ ۱۲۴۰ھ میں ہیضہ وبائی سے اپنی اہلیہ کے ساتھ ۴ گھنٹے کے تفاوت سے جاں بحق تسلیم ہوئے۔

حرف ف

۷۰ ۔ فریاد سید شاہ الفت حسین موسوی قادری عظیم آبادی۔ مرشد آباد میں فقر و فنا کی منزل طے کرنے والوں کی رہبری کرتے اور دارالامارت کلکتہ میں قیام فرما ہیں۔ وزیر السلاطین نواب علی خان بہادر تخلص آمیر کو ان کی شاگردی پر ناز ہے۔ اس دور میں نظم نگاری اور نثر نویسی میں بہت کم لوگ ان کی ہمسری کر سکتے ہیں۔ بہت سی کتابیں اور رسالے ان سے یادگار ہیں۔ ان میں ایک دلبستان

اخلاق ہے۔ اور جو واجد علی شاہ خاتم سلاطین اودھ کے نام معنون ہے۔

۱۷۔ فغاں ظریف الملک اشرف علی خاں شاہجہاں آبادی کوکہ احمد شاہ بادشاہ دہلی پسر محمد شاہ بادشاہ۔

فارسی اور اُردو شعر و شاعری کے نکتے اور دقائق سے بخوبی آگاہ۔ وطن چھوڑ کر اودھ پہنچے اور نواب وزیر شجاع الدولہ کی رفاقت میں رہے۔ مگر یہ صحبت سازگار نہ ہوئی۔ وہاں سے ۱۱۸۰ھ میں عظیم آباد کی طرف آئے راجہ شتاب رائے ناظم صوبہ بہار نے ان کی صلاحیتوں کو دیکھتے ہوئے اپنا ندیم بنا لیا۔ اور شاہ عالم بادشاہ سے خطاب ظریف الملک اور چند دیہات بطور جاگیر دلوایا۔ اس وقت سے اشرف علی خاں نے عظیم آباد ہی میں توطن اختیار کر لیا۔ چونکہ خود ان کا مزاج مزاح اور ظرافت پسند تھا، ادنیٰ اور اعلےٰ کوئی ان کی سخن آفرینی سے رنجیدہ نہیں ہوتا تھا۔ لوگ کہتے ہیں کہ جب اُنھوں نے اپنا رفیع اور وسیع مکان بنوایا تو ایک جلسہ کیا۔ اور بے تکلف دوستوں سے مشورہ کیا کہ اس مکان میں کون سی علامت ایسی بنائی جائے جس سے مکیں کا پتہ چلے۔ خود ان کے ایک خادم نے عرض کی کہ مکان کے ایوان پر دبستان کی تصویریں بنوا دی جائیں کہ لوگ دیکھتے ہی سمجھ جائیں کہ بادشاہ کے دودھ بھائی ہیں۔ اس بات پر خان موصوف خوب ہنسے اور اس مسخراپن پر کافی نقد انعام دیا۔

---

۷۲ - فلک | شیخ فرید علی مردم خیز قصبہ کاکوری کے رہنے والے۔ نظم فارسی و اردو میں ان کا دل و دماغ ستارے کی طرح روشن۔ ابتدا میں ممتاز العلما مولوی سعید الدین خاں سعیدی سے اصلاح سخن لیتے تھے۔ آخر میں اپنے استاد کے کہنے پر مولوی محی الدین خاں ذوق سے اصلاح لینے لگے۔

حرف۔ ق

۷۳ - قمر | منشی حسن یاور فرزند اکرام اللہ خاں کاکوری۔ ماہر فن عروض وقافیہ در دی چونکہ قمر کے لئے فلک ضروری ہے۔ اسلئے شیخ فرید فلک ان کے اشعار کی اصلاح کرتے ہیں۔ ان کی طبیعت رسا اور فکر بلند ہے۔ کلام دل آویز ہوتا ہے۔

حرف ک

۷۴ - کرم | منشی غلام ضامن خلف غلام سبحان وطن قصبہ کوتانہ حوالی شاہجہان آباد۔ خوش فکر، رنگین مزاج، کریم الاخلاق اور نیک خصلت تھے۔ اور مرزا علی خاں لطف کے شاگرد تھے۔ ۱۲۶۵ھ میں بھوپال میں انتقال کیا۔

۷۵ - کلیم | فضل دکان کے معدن میرے برادر محترم سید نور الحسن خاں بہادر ہیں۔ اتحاف النبلا تذکرہ شمع انجمن اور نگارستان سخن

میں ان کے احوال شرح و بسط کے ساتھ مندرج ہیں۔ اکیسویں رجب روز چہارشنبہ نماز صبح کے وقت ۱۲۷۵ھ میں پیدا ہوئے۔ نظیر حسین تاریخی نام ہے پہلے نور تخلص کرتے تھے اب کلیم۔ ابھی حال ہی میں ایک تذکرہ شعرائے ریختہ فارسی زبان میں بہت ہی خوب تالیف کیا۔ گویا شیفتہ دہلوی کے تذکرہ گلشن بیخار کا جواب ہے۔ تمام صفات حمیدہ میں گویا والد ماجد کے بدل ہیں۔ ابتدائی کتابیں صرف و نحو کی کافیہ اور شافیہ تک مولوی محمد الدین صاحب مفتی ریاست بھوپال سے پڑھیں اور مختصرات منطق مثلاً قال اقوال، ایساغوجی مولوی انور علی صاحب صدر مدرس سلیمانیہ سے اور صغری و کبری اور شرح تہذیب و شرح حاجی مولوی الٰہی بخش مؤلف تحفۂ شاہجہانی سے۔ مولوی فضل امام خیر آبادی کی مرقات پر فارسی زبان میں شرح بنام حاصل المتن تالیف کی فی الحال علوم و فنون اور کتاب و سنت پر جو تالیفیں ہیں مثلاً جلالین، مشکوٰۃ، سنن ترمذی، مختصر معانی وغیرہ مولوی محمد بشیر صاحب سیسوانی مدرسہ آستانہ شاہجہانی اور مولوی محمد بشیر الدین صاحب قنوجی، قاضی ریاست بھوپال سے پڑھ رہے ہیں۔ اور فارسی اور اردو میں نظم و نثر کی اصلاح رشک ظہوری و نظیری افتخار الشعراء حافظ خان محمد خاں شبیر شاگرد غالب سے لیتے ہیں۔

حرف۔ گ

۲۷۔ گلشن راجہ جیا لال بہادر قوم کایتھ لکھنوی، خوش فکر صاحب دیوان (فارسی) تھے۔ اور ابو الفتح محمد

علی شاہ بادشاہ اودھ کے دیوانِ انشا میں منشیوں کے سردفتر تھے۔

۷۷۔ گنا گنا بیگم دختر علی قلی خاں والہ داغستانی، زوجہ اعتماد الدولہ غازی الدین خاں بہادر۔ بڑی لائق، حسن و جمال ظاہری و باطنی سے آراستہ۔ غایت نزاکت اور لطافت کی بنا پر "نو سیری" کے لقب سے مشہور تھیں۔ اگرچہ ان کا وزن نو سیر تھا۔ مگر عظمت اور وقار میں کوہ گراں بار تھیں۔

۷۸۔ گویا فقیر محمد خاں بہادر مخاطب بہ حسام الدولہ آفریدی افغانوں کے عمائد اور سلطنت اودھ کے اراکین میں سے تھے۔ رسالہ داری کے عہدۂ جلیلہ پر فائز ہو کر بہت معزز تھے۔ وطن ان کا ملیح آباد تھا۔ جو لکھنؤ سے چھ کوس کے فاصلہ پر ہے۔ وہاں انھوں نے عالی شان عمارتیں، پُر فضا باغات اور معصفانہ نہریں تعمیر کرائیں جو آج بھی ان کے فرزند کے قبضہ میں "ان کی ثروت اور عظمت" کی یادگار ہیں۔ ذہن بہت تیز اور طبع رواں رکھتے تھے۔ فارسی اور اردو کی نظم اور نثر نگاری میں پورا کمال تھا۔ تقریباً تیس ۳۰ سال ہوئے کہ انتقال کیا۔ ان کی تصنیف میں ترجمہ کلیلہ و دمنہ اور دیوان اُردو مطبوعہ دیکھا۔

حرف م

۷۹۔ مجرم شیخ غلام حسین عظیم آبادی۔ شیخ وجیہہ الدین عشقی کے بیٹے تھے۔ شاہ محمد وفا کے شاگرد تھے۔ گرچہ انھوں نے

کوئی جرم نہیں کیا۔ پھر بھی اپنا تخلص مجرم رکھا۔

۸۰ ۔ مجروح شیخ غلام سعد شیخ فضل اللہ ساکن قصبہ جاجموٗ نواحی کانپور۔ مولوی محمد مہدی متمس جہان آبادی کے شاگرد اور فارسی اور اُردو میں نظم بڑے سلیقہ اور شعور سے کہتے تھے۔

۸۱ ۔ محبت نواب محبت خاں بہادر خلف نواب حافظ الملک حافظ رحمت خان بہادر شہید جو مراد آباد ضلع بریلی کے حاکم تھے۔ نواب وزیر الممالک شجاع الدولہ بہادر والی صوبہ اودھ انگریزوں کی مدد سے حافظ الملک سے بر سر پیکار ہوئے۔ اور ان کی سرکوبی پر آمادہ ہوئے۔ کہا جاتا ہے کہ نواب کا ایک گولہ حافظ الملک کے سینے پر لگا لیکن قرآن کی برکت سے جسم پر کسی کا زخم ظاہر نہ ہوا۔ لیکن اس صدمہ سے ان کی روح پرواز کر گئی۔ اس واقعہ کے بہت دنوں کے بعد نواب محبت خاں اپنے دوسرے بھائیوں کے ساتھ وزیر الممالک کے دربار میں عاجزی کے ساتھ حاضر ہوئے۔ اور مختصر وظیفہ اس سرکار سے معین ہوا۔ اور یہ لکھنؤ میں جبراً قہراً رہنے لگے۔ یہاں تک کہ تیرہویں صدی کے وسط میں رحلت پائی۔ شاعری اور شعراء سے ربط رکھتے تھے۔ اور مضامین برجستہ نظم کرتے تھے۔

۸۲ ۔ محوی ارشاد احمد ابن شیخ عبد القادر وطن قصبہ پھلت متعلقہ ضلع مظفر نگر نواحی سلطنت دہلی۔ کلام از حد

اُردو میں میکش تخلص۔

شیرینی اور حلاوت ہے۔ اور فارسی اور اُردو شعر گوئی میں غایت محویت۔ فارسی میں محوی اور اُردو میں مسکین تخلص کرتے ہیں۔ مشق سخن مرزا اسداللہ خاں غالب اور مولوی امام بخش صہبائی سے کی ہے۔ ایک مدت تک دلی کی خاک چھانتے رہے۔ آج کل بھوپال میں نظیر الدولہ سلطان دولہ میاں احمد علی خاں صاحب بہادر شوہر جناب سلطان جہانگیر بیگم صاحبہ ولیۃ العہد ریاست کے آستانہ پر ملازم ہیں۔

۸۳۔ مسکین — شیخ عبدالواحد۔ اکبرآبادی۔ خوش بیان، شیریں زبان رنگین طبع، مسکین وضع، نیک طینت۔ ایک مدت تک نواب دولہ جہانگیر محمد خاں صاحب بہادر جنت مکان کی مصاحبت میں رہے ۱۲۷۱ھ میں رحلت کی۔

۸۴۔ مصاحب — پنڈت مصاحب رام کشامرہ قوم سے ہیں۔ فرخ آباد میں شعر و شاعری میں سرگرم ہیں۔

۸۵۔ معین — مولوی معین الدین خاں۔ والد کا نام فریدالدین خاں تھا جو نواب نجیب الدولہ بہادر کے وکیل تھے۔ اور وکالت کے صلہ میں شاہجہاں آباد کے مفتی ہوئے۔ ان کے انتقال کے بعد یہ منصب جلیل مفتی معین الدین خاں کو ملا۔ اس عہدہ کی قلیل آمدنی سے باعث ان کے اخراجات زندگی پورے نہیں ہوتے تھے۔ اور نہایت تنگی اور پریشانی میں گذرتی تھی۔ بے نظیر فقیہہ اور عالم باعمل تھے اور شاعری بڑی شائستگی کے ساتھ کرتے تھے۔ ۱۲۲۶ھ میں انتقال کیا۔

اور دہلی میں خواجہ باقی باللہ کے مقبرہ میں مدفون ہوئے۔ (فارسی) اشعار کا دیوان تین ہزار ابیات کا ہوگا۔

۸۶ - مقصودؔ مولوی مقصود عالم خلف مولوی سید عالم مستر در وطن پہانی متعلقہ لکھنؤ۔ اسی قصبہ میں صدر جہاں مرحوم کا بھی وطن تھا جو اکبر بادشاہ کے منصب داروں میں مشہور ہیں۔ فارسی میں اپنے والد ماجد کے اور اردو میں نواب عاشور علی خاں لکھنوی کے شاگرد تھے اور بڑھاپے میں مرزا اسد اللہ خاں غالبؔ کی شاگردی کی تمنا میں دہلی پہنچے اور پچاس سے زیادہ تصنیف تھا مثلاً مثنوی شکرستان معنی وسکندر نامہ و مقصود الغرائب وغیرہ اپنی یادگار چھوڑ کر پچاس سال کی عمر میں انتقال کیا۔

۸۷ - ملولؔ شیخ شرف الدین معروف بہ شاہ ملول۔ لکھنؤ کے شیخ زادوں میں تھے۔ شاعری کے فن کو ذہن کی تیزی اور فکر رسا سے پایہ تکمیل کو پہنچایا۔

۸۸ - ممنونؔ میر نظام الدین دہلوی خلف میر قمر الدین منتؔ۔ بڑے بہادر اور رعالی ہمت شاعر تھے۔ ایک مدت تک کوٹ قاسم کی فوجداری کی اور اس کے بعد جنرل اختر لونی کے عہد میں تحصیلداری کے عہدہ پر فائز رہے۔ آفتاب عالم تاب کی تالیف کے زمانہ میں پینسٹھ سال کی عمر تھی۔

۸۹ - منشاؔ مرزا احمد لکھنوی داماد میر انشاء اللہ خاں انشاؔ۔ میرزا محمد قتیلؔ کے شاگرد اور منہ بولے بیٹے عین جوانی میں مر گئے۔

۹۰- منشی — غلام علی متوطن سکیٹ جو ایک قصبہ میں پوری کے قریب مضافات کانپور میں ہے۔ قاضی صادق خاں اختر کے ملاقاتیوں میں تھے۔ خوش خوئی اور خوشگوئی میں مشہور رہتے۔

۹۱- منعم — نورالحق وطن کہاتہ (کذا) بریلی رام پور کے حوالی میں ایک قصبہ ہے۔ علوم رسمیہ سے پورے طور پر واقف، نظم میں استعداد کافی تھی۔ ایک گھنٹہ میں سو شعر کہتے تھے۔ "آفتاب عالم تاب" میں ہے کہ منعم کلکتہ جاتے ہوئے مولف آفتاب عالم تاب کے یہاں سفر کی صعوبت سے کچھ دنوں آرام کے لئے ٹھہر رہے تھے۔ کلکتہ پہنچکر مفتی صفدر علی کے بیٹے سید لطف الحق پر جو حسین وجمیل تھے عاشق ہو گئے یہانتک کہ معاملہ رسوائی کو پہنچا۔ اور اس عاشق صادق کو معشوق کے اعزہ کے ہاتھوں بڑی سختیاں جھیلنی پڑیں، آخر کار لطف الحق اللہ کو پیارے ہو گئے۔ اور منعم اپنے وطن آکر اسی زمانہ میں رحلت کر گئے۔

۹۲- منعمؔ — مراد آبادی سادات۔ مراد آباد و بریلی میں تھے اُن کے آباؤ اجداد صاحبِ حکومت و اقتدار رہے ان کے دادا افغانوں کے تسلط کے زمانہ میں فقط ریاست کے خیال سے اس دیار میں بڑی جرأت اور شجاعت سے ان کا مقابلہ کیا آخر کار ان کے غلبہ اور کثرت کی وجہ سے مصالحت کرلی اور بڑی

لہ یہ منعم اور قاضی نورالحق منعم دونوں ایک معلوم ہوتے ہیں دیکھو ریاض الوفاق - ۶

عزت و احترام سے رہنے لگے۔ اسی طرح منعم اور ان کے والد
جب تک بخت نے یاوری کی بڑے اقتدار سے زندگی بسر کرتے
رہے۔ جب زمانہ مخالف ہوا تو وجہ معاش کی تلاش میں گھر سے نکلے۔
اور سنہ ۱۲۱۱ھ میں لکھنؤ پہنچے باوجودیکہ فضائل علمی و عملی رکھتے تھے
مگر کوئی جوہر شناس نہ ہوا۔ بعض علوم میں استعداد رکھتے تھے قرآن
کی تفسیر فیض اللہ خاں خلف علی محمد خاں کی فرمائش سے بہت
پاکیزہ لکھی۔ کلیات (فارسی) میں تیس ہزار کے قریب اشعار
ہوں گے۔

۹۳۔ موجی

لالہ موجی رام لکھنوی پسر لالہ بھتر پت وطن قصبہ سانڈی
تھا۔ شاگرد مصحفی اور اختر (صادق خاں) سے
دوستی تھی۔

۹۴۔ موزوں

راجہ رام نرائن، قوم کایتھ۔ عظیم آباد کے اطراف
میں ایک چھوٹے سے قصبہ میں انکا وطن تھا۔ ان
کے والد رنگ لال نواب مہابت جنگ کی سرکار میں عہدہ دیوانی پر سرفراز
تھے۔ نواب سرفراز خاں سے مہابت جنگ کے ہنگامہ جدال و قتال
میں اپنے والد کے قتل ہونے کے بعد موزوں باپ کے منصب پر سرفراز ہوئے
شاہ عالم بادشاہ کے اشارہ پر محاصرہ عظیم آباد اور قلعہ پر بار بار حملہ کے
دوران بڑی پامردی سے مقابلہ کیا۔ اور قلعہ کو توپ اور تفنگ سے
آراستہ کرکے بڑی جانبازی کا ثبوت دیا سنہ ۱۱۷۴ھ میں نواب قاسم علی خاں

عالیجاہ نے نظامت بنگالہ پر قابض ہونے کے بعد راجہ رام نرائن کو حکومت
بنگالہ سے معزول کر کے مقید کر لیا۔ صحیح واقعہ یہ ہے کہ عالی جاہ نے انگریزی
حکام سے ہزیمت کے وقت ۱۱۷۶ھ میں موزوں کو قید سے رہا کیا اور
دریا میں غرق کرا دیا۔ کہا جاتا ہے کہ موت سے مایوسی کے عالم میں پانی طلب
کیا۔ جب پانی کا پیالہ ان کے ہاتھ میں دیا گیا تو بڑے تامل سے دیکھا اور
ایک قطرہ بھی نہ پیا اور یہ شعر فی البدیہہ اُن کی زبان پر جاری ہوا اور
پانی زمین پر گرا دیا ؎

محروم رفت از تو لب تشنۂ حسین
اے آب خاک شو کہ ترا آبرو نماند

بہرکیف راجہ اپنے تخلص کی مناسبت سے طبع موزوں رکھتے تھے۔ شیخ
محمد علی حزین لاہجی کے شاگرد تھے۔ ان کا دیوان اور انشا ان سے یادگار ہے۔

۹۵- مہدوی نواب سید مہدی علی خاں رئیس حسین آباد مضافات
عظیم آباد کے تھے۔ ذہن میں تیزی تھی۔ اور طبیعت
معنی ایجاد رکھتے تھے۔

حرف ن

۹۶- نادم لکھنؤ کے کایتھ خاندان کے تھے۔ سخن سنجی میں سلیقہ رکھتے تھے۔ منشی میڈولال زآر کے چھوٹے بھائی تھے اور فارسی اور اُردو میں دستگاہ رکھتے تھے۔ اُردو کے دو دیوان اور فارسی کا ایک دیوان مرتب کیا۔ سنہ ۱۲۹۱ھ کلکتہ میں نواب واجد علی شاہ کی رفاقت میں رہکر وہیں انتقال کیا۔

۹۷- ناسخ امام بخش لکھنوی۔ اُردو کے مشہور شاعروں میں تھے۔ اُردو فارسی شعر کہنے کی طرف توجہ کم تھی۔ علوم ادبیہ میں کافی دستگاہ رکھتے تھے۔ اور زبان ریختہ میں مضامین نظم کرنے پر توجہ تھی۔ خواجہ حیدر علی آتش کے ساتھ جوان کے معاصروں میں تھے۔ ہم طرحی غزلوں میں مقابلہ رہا کرتا تھا سخن شناسوں میں ان دونوں میں ایک دوسرے کی فضیلت کے بارے میں اختلاف رہا۔ آج کل لکھنؤ اور اس کے اطراف کے سارے اردو شعرا بالواسطہ یا بلاواسطہ ان ہی دونوں نامور شعرا کے شاگرد ہیں اور اپنے اپنے استاد کو ایک دوسرے سے افضل سمجھتے ہیں۔ ناسخ کی وفات سنہ ۱۲۵۴ھ میں ہوئی۔ ان کے فارسی اشعار سوائے قطعات تاریخی (مبارک بادی کے) جوان کے اُردو دیوان کے مطبوعہ نسخہ کے آخر میں ثبت ہیں دستیاب نہ ہوئے۔

۹۸- نجفؔ[1] شیخ عبدالکریم لکھنوی شاگرد غلام ہمدانی مصحفی۔ کلام پُردرد ہوتا ہے۔

(۱؎ ریاض الفصحا میں نحیف ہے)

۹۹۔ نجف

مولوی نجف علی خاں۔ ارباب علم و فضل اور تجارہ علاقہ شاہجہاں آباد سے ہیں۔ عربی و فارسی کے نظم و نثر پر پوری استعداد رکھتے ہیں۔ قوت حافظہ اور ذہن کی تیزی میں ہمعصروں میں ممتاز۔ کلام پُر آب و تاب ہوتا ہے۔ مزاج خفقانی تھا۔ جاہ و منصب کی ترقی کے لئے ایک ریاست سے دوسری ریاست میں جاتے رہتے۔ عربی و فارسی کی تحریروں میں صنائع و بدائع کا استعمال خوب کرتے۔ اب مختلف فنون پر متعدد کتابیں لکھیں۔ ایک تفسیر اور ایک تاریخ کی کتاب عجیبؔ غریب ان سے یادگار ہے۔ شرح مقامات حریری صنعت اہمال اور شرح دساتیر عربی میں خوب لکھی ہے۔ توریت کا منظوم ترجمہ بڑی لطافت اور سلاست کے ساتھ کیا۔ ایک مثنوی ہفت پیکار اور رقعہ ہیر و رانجھا وغیرہ بھی نظم میں ہے۔ آج سے پانچ چھ سال پہلے تک بھوپال میں عدالت دیوانی کے حاکم تھے۔ آج کل سنتے ہیں کہ سرکار جے پور کی ملازمت اختیار کی ہے۔

۱۰۰۔ نسیم

اصغر علی خاں شاہجہاں آبادی، فارسی اور اُردو دونوں میں کہتے ہیں۔

۱۰۱۔ نصیر

نصیر الدین ابن غریب شاہ درویش دہلوی طبع رسا تھی۔ اور فکر بہت بلند۔ اُردو میں زیادہ اور فارسی میں کم فکر کرتے تھے۔ آخر عمر میں دہلی سے حیدر آباد پہنچے اور وہیں نوے سال کی عمر میں انتقال کیا۔

---

۱۰۲ - نوا

ظہور اللہ خاں ساکن بدایوں۔ موزوں طبع، لطیف مزاج، خوشنوا اور بعض علوم و فنون میں ماہر۔ علمائے بخارا اور فضلائے لکھنؤ سے تحصیل علم کی اور قاضی محمد صادق خاں اختر اور دوسرے شعرا کے ساتھ مشاعروں میں ہم طرح رہتے فتح علی شاہ والیِ ایران کے عہد میں ایران پہنچے اور ملازمت کی عزت حاصل کی۔ سعدیِ ہند خطاب ملا۔ عجم سے واپسی کے بعد تاحیات فرخ آباد میں زندگی گزار دی۔

۱۰۳ نواب

مؤلف کے والد ماجد کا تخلص۔ علم و حکمت کے بحر ذخار، ملک و ملت کے نظم و نسق میں ہوشیار علما و صلحا کے سرپرست، کتاب و سنت کے احکام کے متبع، مفسر، محدث نواب سید محمد صدیق حسن خاں بہادر۔ ناچیز کی تربیت آپ کی شفقت کی رہین منت ہے۔ آپ کے مکارم اخلاق اور اوصاف حمیدہ سے وہی لوگ آشنا ہو سکتے ہیں جنھوں نے آپ کی صحبت سے فیض اٹھایا۔۔۔۔ مولانا سید العلامہ ابو الحامد محمد یوسف علی گوپاموی نے آپ کی شان میں ایک قصیدہ لکھا ہے۔ جو آپ کے کمالات علمی پر دال ہے۔ ہر چند آپکا ذکر تذکرہ شمع انجمن میں درج ہے۔ پھر بھی کچھ لکھنا ضرور ہے۔ آپ کی ولادت ۱۲۴۸ھ میں ہوئی۔ فطری استعداد کی بنا پر کم مدت میں فضل و کمال سے آراستہ ہو گئے۔ اور ۳۷ سال کی عمر تھی کہ ۱۲۸۵ھ میں فریضہ حج ادا کیا۔ وہاں سے مراجعت کے بعد بھوپال (جو مالوہ اور

دکن کے سرحد پر ہے) آکر مقیم ہوئے۔ اور دین محمدی کی خدمت کرنے لگے۔ حقیقت یہ ہے کہ باوجود علم وفضل واقبال و دولت سرزمین ہند سے اتنا منکسر مزاج آج تک کوئی نہ ہوا۔ اور اس زمانہ میں اپنے فضائل نہ لکھتے ہوئے اور حسب ونسب میں ممتاز رہتے ہوئے۔ تصانیف کتب منفردہ میں مصروف رہے۔ سترہ توپ کی سلامی اور تمغہ طلائی حضرت قیصر ہند ملکہ معظمہ انگلینڈ سے حاصل ریاست بھوپال کے حل وعقد کا اختیار۔ رئیسہ بھوپال کی جانب سے عطا ہوا۔ ان سب مراتب عالی کے ساتھ زبان پر کسی کی غیبت ظاہراور باطن میں نہ آئی۔ کسی نے اگر نا ملائم کہا بھی تو اس کا جواب کبھی نہ دیا۔ آپ کی تصانیف کی تعداد ۵۱۴ تک پہنچی ہے۔ ان میں زیادہ تر عربی میں، اس سے کم فارسی میں اور اس سے کم ریختہ میں۔ باوجود مشاغل کثیرہ تفسیر فتح البیان آٹھ ہفتے کے عرصہ میں بغیر کسی کی اعانت کے تالیف کی۔ اسی طرح مسک الختام شرح بلوغ المرام بھی چھ ہفتے کے عرصہ میں بلا شرکت غیرے تصنیف کی اور بعض رسائل تو محض ایک دن میں مرتب ہوئے۔ اور اوسط حجم کے نہ جانے کتنے رسالے مدت مختصر میں تالیف ہوئے۔ جو دیکھنے والوں کو حیرت میں ڈالتے ہیں۔ گرچہ شاعری آپ کی شان سے فروتر ہے۔ پھر بھی کبھی کبھی کسی کی فرمائش پر یا مشاعرہ میں وقتاً فوقتاً عربی اور فارسی زبان میں کہہ لیا کرتے۔ اور عرب اور عجم کے فصحا اور بلغا سے بازی لے جاتے۔

(بیجا الفاظ اور فضول عبارت آرائی کو حذف کر دیا گیا ہے)

۱۰۴- نواب | میر نواب۔ پسر حکیم سید علی خاں مرشد آبادی بنارس میں مقیم تھے۔ اور میرزا خرم بخت شاہزادہ تیموری بنارسی کے ندیم ہونے کی عزت رکھتے تھے۔ فارسی اور اُردو میں شعر کہتے اور فارسی میں مہدی علی خاں نیرنگ کے اور اُردو میں میرزا صادق شررؔ اور شیخ امام بخش ناسخؔ کے شاگرد تھے۔

۱۰۵- نوازش | مرزا نوازش حسین خاں لکھنوی فرزند میرزا احسن علی خاں خلف نواب محمد ناصر خاں صوبہ دار کابل۔ علم رسمیہ میں استعداد رکھتے تھے۔ اور فارسی اور اُردو میں شعر کہتے تھے۔ میر سوز کے شاگرد تھے۔ ان کی توجہ اُردو شاعری کی طرف زیادہ تھی۔

۱۰۶- نیّر | نواب محمد ضیاء الدین خاں بہادر دہلوی خلف فخر الدولہ دلاور الملک نواب احمد بخش خاں بہادر رستم جنگ۔ فکر روشن سے کلام میں تازگی تھی۔ اپنے برادر عم زاد اسد اللہ خاں غالبؔ کے شاگرد تھے۔ اپنے ہم عصروں میں سب پر فائق تھے۔ ہر چند انکا حال شمع انجمن میں موجود ہے۔ مگر فی الحال اپنا کلام والد ماجد کے پاس بھیجا۔ اس لئے ثبت ہوا۔

حرف و

۱۰۷- وارث | شیخ محمد وارث الٰہ آبادی۔ مرید اور خلیفہ شاہ قطب الدین مصیب الٰہ آبادی کے

اپنے پیر کے ہمراہ سنہ ۱۲۶۰ھ میں حج کے لئے گئے اور واپسی کے بعد الہ آباد میں گوشہ گیر ہو گئے۔ اور وہیں رحلت کی۔

۱۰۸/۱۰ - دانی محمد عبد الغفور، حافظ قرآن، خلف منشی ظہور احمد ابن شیخ عبد الواحد وطن اصلی کاکوری تھا۔ اب الہ آباد میں توطن اختیار کیا۔ ولادت کی تاریخ "خورشید لقا" سے ظاہر ہوتی ہے۔ ان کے والد اور والدہ کے بزرگان سرکار اودھ میں منصب جلیلہ پر فائز تھے۔ ان کے والد اور چچا سب ان کے لڑکپن ہی میں فوت ہو چکے تھے۔ اس لئے اپنے ماموں مولوی وہاج الدین حیدر سجادہ نشیں مولانا محمد برکت الہ آبادی کے زیر سایہ پرورش پائی۔ اور مولوی حاجی غلام امام شہید مداح مصطفٰے صلعم سے اصلاح سخن لی۔ اور شہید کے بھائی مولوی فضل امام مرحوم کی دامادی میں آئے۔ نظم و نثر فارسی و اردو میں مشاق تھے۔ ہندوستان کے غدر کے حالات رنگین بسجع عبارت میں بنام گلدستہ لکھے اور سرکار انگلشیہ سے کافی صلہ پایا۔ ایک عرصہ سے حیدر آباد کی سرکار آصف جاہی میں عہدہ سررشتہ داری محکمہ عدالت پر سرفراز ہیں اور اپنے حلقہ کے لوگوں میں ممتاز۔

۱۰۹ - دانی مرزا حاتم بیگ دہلوی، نبیرہ اور شاگرد میر شمس الدین فقیر دہلوی۔ غزل میں دانی، اور مرثیہ میں ماتمی[1] تخلص ہے۔

---

[1] عمدۂ منتخبہ ثریا میں ہے کہ "وہ ہندی میں مرثیہ بیشتر کہتے ہیں" اور فاطمی تخلص کے ساتھ۔

۱۱۰ - وحشتی | شاہ بخش حسین متوطن نواح عظیم آباد۔ بعض علوم و فنون میں استعداد رکھتے ہیں۔ اور نظم و نثر پر بھی قدرت ہے۔ ایک دیوان (فارسی)، مختلف اصناف سخن پر مشتمل موجود ہے۔

۱۱۱ - وزیر | شیخ وزیر علی ابن قاضی معین الدین اور خلف قطب الدین احمد خطیب بلگرامی، صدیقی نسب۔ اپنے ماموں منشی احمد علی خاں سے نظم و نثر فارسی و اُردو میں اصلاح لیتے ہیں۔

۱۱۲ - وزیر | وزیر النسا، شاہجہاں آباد کے اطراف کی رہنے والی خاتون۔ مدرسہ نسوان کے تعلیمی سر رشتہ سے منسلک ہیں۔ فارسی اور اُردو دونوں میں اشعار لطیف کہتی ہیں۔ فارسی میں محمد اکبر خاں خاور سیستانی سے تلمذ ہے۔

۱۱۳ - وصی | مولوی وصی احمد۔ فرزند مولانا شاہ ابوالقاسم جوشش تلمیذ اور خواہر زادہ شاہ ابوالحسن فرد۔ وطن پھلواری متصل شہر عظیم آباد۔ مشائخ کی اولاد میں ہیں علوم معقول و منقول میں صاحب استعداد۔ طبیعت موزوں تھی اسلئے شعر و شاعری کی طرف بھی توجہ کرتے تھے۔ اور تذکرہ آفتاب عالمتاب کی تالیف کے وقت تک زندہ تھے۔

۱۱۴ - وقار | رائے کنور کشن کمار ولد رائے پردمن کشن (کذا) تعلقہ دار اضلاع مراد آباد و بدایوں، اُردو اور

فارسی دونوں زبانوں میں نظم لکھتے اور منشی محمد انوار حسین تسلیم سے اصلاح لیتے ہیں۔

۱۱۵۔ ولا | مظہر علی خاں۔ ولادت، شاہجہان آباد میں۔ اور نشو ونما لکھنؤ میں ہوئی۔ وفات کلکتہ میں پائی۔ قاضی محمد اختر سے دوستی تھی۔ مدرسہ کلکتہ میں یہ اور شیر علی افسوس مدرس اُردو تھے۔ اور مولوی کرم حسین سیتاپوری وغیرہ عربی و فارسی کا درس دیتے تھے۔

۱۱۶۔ وہم | میر محمد علی دہلی میں پیدا ہوئے۔ اور سکونت لکھنؤ میں کی۔ فارسی اور اُردو دونوں میں کہتے تھے۔ لیکن فارسی سے اُردو میں بہتر کہتے تھے۔

حرف ھاء

۱۱۷۔ ہادی | میر محمد جواد دہلوی، اُردو اور فارسی میں شعر کہتے تھے۔ کلام خوش اسلوب تھا۔

۱۱۸۔ ہاشمی[1] | لکھنوی، میر بندہ علی کے بڑے بھائی تھے۔ جو نواب معتمد الدولہ وزیر شاہ اودھ کے مصاحبوں میں مزاح اور مسخرہ پن میں مشہور تھے ہاشمی کو یہ طریقہ سخت ناپسند تھا۔

---

[1] مجموعہ نغز میں ہاشمی شاعر کا نام میر ہاشم علی لکھا ہے اور شاگرد سودا کا بتایا ہے۔

۱۱۹ - ہندو | گوکل چند۔ قوم کھتری، فرخ آباد میں تلاش معاش میں سرگرداں تھے۔

حرف ی

۱۲۰ - یار | نواب منورالدولہ احمد یار خاں بہادر ممتاز جنگ اورنگ آبادی۔ ان کے والد نواب شجاع الدولہ بہادر دلخان نے نواب ناصر جنگ شہید سے منصب ہفت ہزاری پایا تھا اور نواب آصف جاہ ثانی نے احمد یار خاں کو خطاب منورالدولہ اور منصب پنجہزاری سے نوازا۔ اردو اور فارسی سے ان کو دلچسپی تھی۔ اور میر غلام علی آزاد بلگرامی کے شاگرد تھے۔ شجاعت، سخاوت، خلق و مروت میں مشہور تھے۔ ۱۱۸۳ھ میں انتقال کیا۔

۱۲۱ - یحیٰ | سید محمد یحیٰ والد کی جانب سے رضوی اور والدہ کی جانب سے حسینی ابوالعلائی طریقہ میں منسلک تھے۔ وطن عظیم آباد علوم رسمیہ، شعر گوئی اور تاریخ نویسی میں بڑی استعداد تھی۔ مولانا محمد سعید حسرت سے اکثر علوم کی تحصیل کی۔ اپنا کلام خود اس تذکرہ میں شامل کرنے کے لئے بھیجا۔

۱۲۲ - یکساں | کیسری سنگھ دہلوی۔ قوم کھتری۔ فارسی اور اردو میں یکساں قدرت ہے۔

ختم